ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور
39
www.tanzeem.org
6تا12محرم الحرام1437ھ/20تا26 اکتوبر 2015ء

## اس شمارے میں

سودی معیشت اور امت مسلمہ

طبعی محبتوں کی اصل حقیقت

شہر ہے ویران تمام

سرمایہ قیادت وسیاست:
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خطے کی صورت حال اور غلبۂ اسلام

تنظیم اسلامی کی
انسدادِ سود کی جدو جہد کی روداد

اللہ تعالیٰ سب سے پوچھے گا!

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

## مثالی حکمران

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں شجاعت، عدل، تقویٰ اور استقامت یہ چار خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ جن کی بنا پر آپ ایک کامیاب حکمران تھے، آپ کا نام سن کر بڑے بڑے جری بہادر بھی کانپ جایا کرتے تھے۔ آپ کے کھانے، لباس اور رہائش انتہا درجے کی سادگی تھی، سلطنت کے معاملات کو نپٹانے کے لیے کوئی تخت یا خاص مسند نہیں بنائی تھی۔ رات کو گشت اور دن کو رعایا کے حالات کا جائزہ لینا آپ کے معمول میں شامل تھا۔

ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اپنا سامان سر پر اٹھائے بڑی مشکل سے قدم اٹھا رہی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس بڑھیا کا سامان خود اٹھا لیا اور اسے اس کے گھر تک چھوڑ آئے۔ اس نے یہ حسن سلوک دیکھ کر دعا کی کہ اللہ تجھے عمر بن خطاب کی جگہ خلیفۃ المسلمین بنائے۔ ایک دفعہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے معمول کے مطابق گشت کر رہے تھے، ایک جھونپڑی کے پاس سے گزرتے دیکھا کہ ایک مرد جھونپڑی کے باہر بیٹھا ہے اور اندر سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ آپ صورت حال کو سمجھ گئے۔ جلدی سے اپنے گھر گئے۔ خاتون اوّل سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو صورت حال سے آگاہ کیا، وہ فوراً تیار ہو گئیں۔ کچھ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لے لیا۔ وہاں آ کر خود اس شخص کے پاس بیٹھ گئے اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جھونپڑی کے اندر بھیج دیا۔ اس نے پہلے ہی مرحلے میں کھانا تیار کیا، تھوڑی دیر بعد بچے کے رونے کی آواز آئی تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے باہر آ کر فرمایا امیر المؤمنین اللہ نے اس خاتون کو بیٹا عطا کیا ہے، جھونپڑی والے شخص نے جب امیر المؤمنین کا نام سنا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، اور والہانہ انداز میں پکارا اٹھا: واہ سبحان اللہ! امیر المؤمنین مجھ غریب کی کٹیا پر۔

محمود حسن

الھدیٰ (676)

ڈاکٹر اسرار احمد

# اچھی بات کہیں

سُورۃ بَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 53، 54

وَ قُلۡ لِّعِبَادِیۡ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یَرۡحَمۡکُمۡ اَوۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۵۴﴾

**آیت ۵۳** ﴿وَ قُلۡ لِّعِبَادِیۡ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ﴾ ’’اور آپؐ میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہی بات کہیں جو بہت اچھی ہو۔‘‘

یہاں وہ نکتہ ذہن میں تازہ کر لیجیے جس کی قبل ازیں وضاحت ہو چکی ہے کہ مکی سورتوں میں اہل ایمان کو براہِ راست مخاطب نہیں کیا گیا۔ اُن سے براہِ راست تخاطب کا سلسلہ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا) تحویل قبلہ کے بعد شروع ہوا‘ جب انہیں باقاعدہ اُمتِ مسلمہ کے منصب پر فائز کر دیا گیا۔ اس سے پہلے اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے ہی مخاطب کیا جاتا رہا۔ چنانچہ اسی اصول کے تحت یہاں بھی حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپؐ میرے بندوں (مؤمنین) کو میری طرف سے یہ بتا دیں کہ وہ ہر حال میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں اور گفتگو میں کبھی ترشی اور تلخی نہ آنے دیں۔ اس طرح آپس میں بھی شیر و شکر بن کر رہیں اور مخالفین کے سامنے بھی بہتر اخلاق کا نمونہ پیش کریں — اقامتِ دین کے اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مؤمنین کے سامنے بہت زیادہ رکاوٹیں ہیں۔ ان کے مخاطبین جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے جاہلانہ اعتقادات نسلوں سے چلے آ رہے ہیں۔ اسی طرح انہیں اپنے رسم و رواج‘ سیاسی و معاشی مفادات اور غیرت و حمیت کے جذبات بہت عزیز ہیں۔ انہیں اس سب کچھ کا دفاع کرنا ہے اور اس کے لیے وہ ہر طرح کی قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں داعیانِ حق کو تحمل‘ بردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اشتعال میں آ کر اعلیٰ اخلاق کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں۔

﴿اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ﴿۵۳﴾﴾ ’’یقیناً شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالے گا۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔‘‘

**آیت ۵۴** ﴿رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یَرۡحَمۡکُمۡ اَوۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ ؕ﴾ ’’تمہارا ربّ تم سے خوب واقف ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا‘ یا اگر چاہے گا تو تمہیں عذاب دے گا۔‘‘

﴿وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۵۴﴾﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا۔‘‘

ہدایت کو قبول کرنا یا نہ کرنا ہر شخص کا ذاتی معاملہ اور ذاتی انتخاب ہے۔ آپ ﷺ ان تک پیغام پہنچانے کے ذمہ دار ہیں‘ انہیں ہدایت پر لانے کے مکلف نہیں۔

## فرمان نبویؐ

# اچھی بات صدقہ ہے

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ:

((کُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیۡہِ صَدَقَۃٌ‘ کُلَّ یَوۡمٍ تَطۡلُعُ فِیۡہِ الشَّمۡسُ)) قَالَ: ((تَعۡدِلُ بَیۡنَ الۡاِثۡنَیۡنِ صَدَقَۃٌ‘ وَتُعِیۡنُ الرَّجُلَ فِیۡ دَابَّتِہٖ فَتَحۡمِلُہٗ عَلَیۡہَا اَوۡ تَرۡفَعُ لَہٗ عَلَیۡہَا مَتَاعَہٗ صَدَقَۃٌ)) قَالَ: ((وَالۡکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ‘ وَکُلُّ خُطۡوَۃٍ تَمۡشِیۡہَا اِلَی الصَّلَاۃِ صَدَقَۃٌ‘ وَتُمِیۡطُ الۡاَذٰی عَنِ الطَّرِیۡقِ صَدَقَۃٌ))

(رواہ البخاری و مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’انسان پر ہر جوڑ کی طرف سے روزانہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔ سواری کے بارے میں کسی سے تعاون کرنا یعنی سواری پر سوار کرنا یا کسی کا سامان لاد کر اس کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ اچھی بات صدقہ ہے۔ تم جو قدم نماز کے لیے اٹھاؤ گے وہ صدقہ ہے۔ راستہ سے ایذا اور تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے‘‘۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ
**مرزا ایوب بیگ**

# سودی معیشت اور امت مسلمہ

جس شخص نے بھی قرآن کریم کو دل کی آنکھوں سے پڑھا ہے اور جس شخص کے کان محسن انسانیت نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمودات سے خوب آشنا ہیں وہ سودی معیشت کی شناعت اور خباثت سے اچھی طرح واقف ہے۔ نظریاتی سطح پر شرک اور عملی طور پر سودی لین دین اسلام میں بدترین گناہ ہیں۔ مشرکانہ نظریات چاہے وہ ذاتی ہوں یا صفاتی، اسلام کی اصل اور بنیاد کی ضد ہیں۔ اسلام کی پہلی اور بنیادی شرط یہ تسلیم کرنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واحد ہے، لاشریک ہے، قادر مطلق ہے۔ وہ واحد خالق ہے، باقی سب مخلوق ہے اور اُس کی حکومت میں کسی کو کسی بھی سطح پر دخیل ہونے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے حتیٰ کہ انبیاء اور رُسل جو بلا شک وشبہ کائنات میں اُس کی بہترین اور محبوب مخلوق ہے وہ بھی قدم قدم پر اور لحظہ بہ لحظہ اُس کے احکامات کی تعمیل کے پابند ہیں۔ دینِ اسلام کے مطابق انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ اپنے پاک اور آخری کلام میں انسان کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴾ (التّین:4) ’’ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔‘‘ ایک اور جگہ فرماتا ہے: ﴿لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ ؕ﴾ (ص:75) ’’میں نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔‘‘ اپنی اس بہترین تخلیق کو اللہ نے بہترین نظامِ حیات عطا فرمایا اور اپنے آخری رسولؐ کے ذریعے اس کی تفصیلات اور جزئیات کو انتہائی احسن طریقے سے کھول کر رکھ دیا۔ سود یا سودی لین دین انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا بدترین اور انتہائی ظالمانہ ذریعہ ہے۔ یہ بات بڑی آسانی سے اور ناقابل تردید ہونے کے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ سودخوری سے انسان انسان کا خون پیتا ہے۔ سرمایہ محنت کو بڑی سفاکی سے نگل جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اپنی مقدس کتاب کی سورہ بقرہ: آیت 278 میں فرماتا ہے:

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جتنا سود تمہارا باقی رہ گیا ہے، اُس کو چھوڑ دو۔
اگر واقعی تم ایمان رکھتے ہو۔‘‘

یہ آیت واضح اشارہ کرتی ہے کہ گویا یہ ایمانِ حقیقی کی شرط ہے جبکہ اگلی یعنی آیت 279 میں ایسی دوٹوک بات کہہ دی جو کسی دوسرے گناہ کے بارے میں نہ کہی گئی، حتیٰ کہ زنا اور ناحق قتل عمد جیسے کبیرہ گناہوں کے بارے میں بھی نہ کہی۔ فرمایا: ’’لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف جنگ ہے۔ اور اگر توبہ کرلو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تم اپنا اصل سرمایہ لینے کے حقدار ہو، نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔‘‘ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اسی سورہ کی آیت 275 میں سودخور کے آخرت میں انجام کا ذکر فرما چکے ہیں: ’’جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔‘‘

سودی لین دین کے بارے میں فرمودات نبویؐ تو ایسے ایسے ہیں کہ رتی بھر ایمان ہو تو انسان کا جسم کپکپائے، ذکر کرتے ہوئے زبان ہچکچائے اور تحریر کرتے ہوئے قلم لرز اُٹھے، لیکن نبی آخرالزماں کے مبارک اقوال کو مسلمانوں ہی نہیں تمام انسانوں تک پہنچانا دین کے خادموں پر فرض ہے تاکہ حجت قائم کی جاسکے۔ طوالت سے بچنے کے لیے صرف دو احادیث مبارکہ کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ ابوداؤد کے مطابق آپؐ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہ پر اور اس کے لکھنے والے پر، گویا اللہ کو سودی لین دین سے انسانوں کا کسی قسم کا کوئی تعلق گوارا نہیں۔ ابن ماجہ کے مطابق سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں، کم ترین یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔


ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

6 تا 12 محرم الحرام 1437ھ — جلد 24
20 تا 26 اکتوبر 2015ء — شمارہ 39

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اس پس منظر میں کوئی مسلمان انفرادی سطح پر یا کوئی گروہ یا ادارہ اجتماعی سطح پر حیلہ سازی کرے یا کٹ حجتی کا مرتکب ہو یا علمی تحقیق کے نام پر احمقانہ بلکہ جاہلانہ ہیر پھیر سے کام لیتے ہوئے سودی معیشت کی گنجائش پیدا کرے تو ایسا فرد اپنی ذات کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اگر مرنے سے پہلے تائب نہیں ہوتا تو اُس نے اپنی آخرت تباہ و برباد کر لی۔ اجتماعی سطح پر بھی سودی لین دین ملک وقوم کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ ''ندائے خلافت'' کے اس شمارے میں پاکستان میں سود کے خلاف ہونے والی کوششوں کی مختصر تاریخ بھی درج ہے۔ مشہور و معروف دانشور اور صحافی انصار عباسی کا سود کے حوالے سے مضمون جو علم و دانش کا شاہکار ہے، اُسے روزنامہ ''جنگ'' کے شکریہ اور تعاون سے اس شمارے میں شامل کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، تنظیم اسلامی نے ملک اور قوم کو اس لعنت سے نجات دلانے کے لیے جو قانونی جنگ لڑی ہے اور تنظیم اسلامی کے کارکنوں نے سود کے حوالے سے حکومت اور عدلیہ کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لیے ملک کے بڑے شہروں کی شاہراؤں پر جو مظاہرے کیے ہیں، ان پہلوؤں سے ہم قارئین کے علم میں کوئی اضافہ نہ کر سکیں گے۔ ہم اپنے قارئین کی توجہ اہم تر گوشہ کی طرف مبذول کرانا چاہیں گے، اور وہ یہ کہ سود کی خباثت محض معاشی استحصال تک محدود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی طاغوتی قوتیں بیسویں صدی کے آغاز میں اس نتیجہ پر پہنچ گئی تھیں کہ جغرافیائی لحاظ سے کمزور ممالک پر اپنا عسکری تسلط قائم رکھنا اب ممکن نہیں رہا۔ لہٰذا سودی معیشت جو سرمایہ دارانہ نظام کی جان اور روح ہے، اُسے دنیا کے اکثریتی حصہ پر مسلط کر دیا گیا۔ اب مقبوضہ علاقوں میں انہیں اپنے وائسرائے، گورنر اور ڈی سی مقرر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ عنان حکومت مقامی لوگوں کے ہاتھوں میں ہی رہے گی اور یہ مقامی حکمران معاشی محتاجی کی وجہ سے ان قوتوں کے غلام رہیں گے۔ اُنہیں اپنے عالمی آقاؤں کے مفادات کا تحفظ ہر صورت کرنا ہوگا چاہے ایسا کرتے وقت اُن کے اپنے ملک اور قوم کا مفاد عالمی غالب قوتوں کے مفاد سے ٹکراتا ہی کیوں نہ ہو۔ اب کمزور ممالک پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے اُنہیں بڑی افرادی قوت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ پس پردہ رہنے کی وجہ سے وہ غریب ممالک کے عوام کی لعن طعن اور غیض و غضب کا نشانہ بھی نہ بنیں گے۔ اسلام دشمن قوتیں اٹھارویں اور انیسویں صدی سے مسلسل مسلمانوں کو شکست دے رہی تھیں اور بالآخر بیسویں صدی کے آغاز میں اسلام کے عظیم ترین ادارہ خلافت کا تیا پانچہ کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ بہت سے مسلمان ممالک کو مختلف عصبیتوں کی بنیاد پر چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس شکست و ریخت کے باوجود اسلام دشمن قوتیں جانتی ہیں کہ مسلمان ایک نظریاتی امت ہے۔ بنیادی طور پر یہ جغرافیہ اور زمین سے جڑی ہوئی نہیں۔ باوجود اس کے کہ دشمن امت مسلمہ کو زمین پر گرا کر اُس کے سینہ پر کھڑا ہے لیکن اُس پر یہ گھبراہٹ بہر حال طاری ہے کہ یہ شیر پھر کہیں ہوشیار نہ ہو جائے اور اسلام کا انقلابی نظریہ ان کے نیم مردہ تن میں جان نہ ڈال دے۔ لہٰذا وہ دنیا بھر میں کہیں بھی سیاسی اسلام یا نظام خلافت کو کسی صورت قائم نہیں ہونے دیں گے۔ یہ نتیجہ محض جنگی قوت سے حاصل نہیں کیا جا سکے گا۔ سرمایہ دارانہ نظام کو معاشی گرفت کے لیے استعمال کرنا ہوگا۔ آج چونکہ عسکری قوت معاشی قوت کے بل پر ہی ممکن ہے لہٰذا مسلمانوں کو سودی قرضوں میں جکڑ دو تاکہ مقامی حکمران اپنے ممالک میں اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے کی تکمیل میں حائل نہ ہوں۔ ہر وہ شخص جو پاکستان کی سیاسی تاریخ پر دیانت داری سے نظر ڈالے گا وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان قوتوں نے پاکستان کے حکمرانوں کو اپنے احکامات کے تابع کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ایوب خان کے دور میں صنعتی ترقی کا بڑا شور و غوغا ہے۔ حقیقت میں اسی دور میں ہمیں یہ نشہ لگایا گیا۔ ترقی کے سبز باغ دکھا کر ہمیں سودی معیشت کا خوگر بنایا گیا۔ آج حال یہ ہے کہ قرضے اور سود در سود کے وبال نے ہمیں آلیا ہے۔ آج پاکستان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ ایک لاکھ ایک ہزار روپے کا پیدائشی طور پر مقروض ہوتا ہے۔ بعد میں آنے والے سیاسی اور فوجی حکمرانوں نے غیر ملکی قرضے لیے اور صنعتیں قائم کرنے کی بجائے خود ہڑپ کر گئے۔ معاشی محتاجی جو سودی معیشت کا سب سے غلیظ اور گندہ تحفہ ہے، اُسی کا نتیجہ ہے کہ ہم اور ہماری حکومت یہ حقیقت اچھی طرح جانتے ہوئے کہ افغانستان میں صرف اور صرف افغان طالبان ہی ہمارے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں، معاشی محتاجی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی سیاسی غلامی کے باعث آج ہم افغان طالبان کے حق میں آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ امریکہ جو مختلف پاکستان دشمن تناظیم کا مالی، سیاسی اور عسکری مددگار ہے اور پاکستان میں دہشت گردی کرواتا ہے، یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہم اُسے اتحادی بلکہ دوست کہنے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اصل مسئلہ نظام اور تہذیب کے تسلط کا ہے۔ سودی معیشت کے ہوتے ہوئے تو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی سکتے ہیں لیکن اسلامی نظام اور سودی معیشت یکجا نہیں ہو سکتے۔ ان کے مابین مشرق و مغرب سے زیادہ وسیع بُعد ہے۔ آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ صحیح تر الفاظ میں حیلہ کرتے ہیں کہ بنک کا سود ربا نہیں، یہ کاروباری لین دین ہے جبکہ مہاجن کا سود (یعنی پرائیویٹ طور پر کسی سے سود پر قرض لینا) حقیقت میں وہ سود ہے جسے قرآن ربا قرار دیتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ والی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہاجن کا سود ایک فرد یا ایک گھرانے یا زیادہ سے زیادہ ایک خاندان کو تباہ کرتا ہے جبکہ بنک کا سود پوری قوم اور ملک کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کیا جانا چاہیے کہ مغرب اب اپنے شہریوں کے لیے سود کی شرح کو کم سے کم کر رہا ہے، اس لیے کہ وہ قومی سطح پر اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ سود ایک کینسر ہے جو کسی قوم کو لاحق ہو جائے تو اُس کا جانبر ہونا آسان نہیں البتہ کمزور اور مسلمان ممالک کو سودی قرضوں میں پھنسا کر وہ زبردست سیاسی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ آخر میں یہ کہ پاکستان کا معاملہ خصوصی ہے۔ یہ وہ خطہ زمین ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس وعدہ پر حاصل کیا گیا تھا کہ ہم یہاں پر تیرا اور تیرے حبیبؐ کا نظام نافذ کریں گے۔ لہٰذا پاکستان میں سودی معیشت کا رائج ہونا اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان بغاوت ہے جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں خسارے کے سوا کچھ نکلنے والا نہیں۔

☆☆☆☆☆

# طبعی محبتوں کی اصل حقیقت

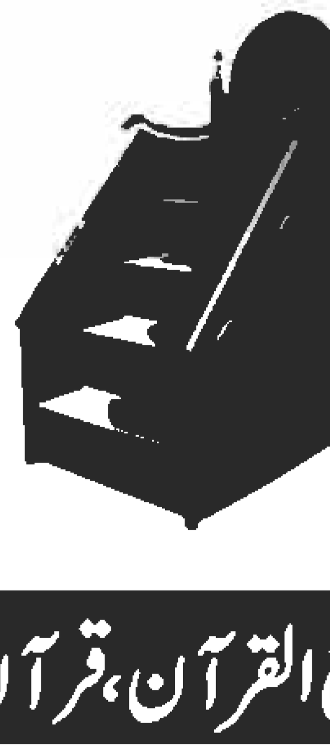

## سورۃ المعارج کی روشنی میں

**مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 9 اکتوبر 2015ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

مرتب: حافظ محمد زاہد

سورۃ المعارج ہمارے زیرِ مطالعہ ہے اور اس کی 10 آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ اگلی آیات کا مطالعہ کرنے سے پہلے ان آیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ ابتدا میں فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی اور اللہ کا عذاب کیوں نہیں آ رہا جس سے ہمیں ڈرایا جا رہا ہے۔ خاص طور پر سردارانِ قریش اپنی قوم کو ورغلانے کے لیے بار بار یہ کہتے تھے کہ ہمیں دھمکی دی جاتی ہے کہ اگر تم نہیں مانو گے تو تم پر عذاب آ جائے گا۔ دیکھو! ہم تو تکذیب بھی کر رہے ہیں' مخالفت بھی کر رہے ہیں' ہر طرح سے ستا بھی رہے ہیں' اور بہت ہی اذیت دینے والے فقرے بھی انؐ پر چست کر رہے ہیں لیکن کوئی عذاب نہیں آ رہا۔ چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ عذاب تم پر آ کر رہے گا' اور یہ یاد رکھو کہ اس دنیا کے عذاب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اصل عذاب تو آخرت کا ہے، جو ابدی ہے اور وہ قیامت کا دن بھی بہت ہولناک ہوگا۔ اُس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی مانند ہوا میں اُڑ رہے ہوں گے۔ اس دن نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا' یہاں تک کہ وہ لوگ جن کا آپس میں محبت اور دوستی کا تعلق ہے' وہ بھی کوئی پروا نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ دیکھ نہیں رہے ہوں گے' بلکہ آیت 11 کے ابتدا میں بتا دیا گیا: ﴿یُبَصَّرُوْنَھُمْ ؕ﴾ ''وہ سب انہیں دکھائے جائیں گے''۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسرت میں اضافے کے لیے دکھائے گا کہ وہ سب پھر رہے ہیں جو تمہارے بڑے جگری یار تھے اور جن کے کہنے پر تم ہر غلط کام بھی کر ڈالتے تھے کہ دوست نے کہا ہے تو اس کی بات کیسے ٹال سکتا ہوں۔

اگلی آیات میں فرمایا کہ یہ معاملہ یہیں تک نہیں رہے گا' بلکہ مجرم تو یہاں تک چاہے گا کہ اس کے بیوی بچے' بھائی بہن اور کنبہ برادری کے سب لوگوں کو عذاب میں جھونک دیا جائے لیکن اسے عذاب سے چھٹکارا دے دیا جائے۔ فرمایا:

﴿یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍۭ بِبَنِیْهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ ثُمَّ یُنْجِیْهِ ﴿۱۴﴾﴾

''اُس روز مجرم چاہے گا کہ کاش وہ اُس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو' اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو' اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا' اور روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو' پھر یہ (فدیہ) اس کو بچا لے!''

گناہ اس کے ہیں' جرم اس نے کیے ہیں اور اب اس کو نظر آ رہا ہے کہ اس کا انجام جہنم ہے تو وہ چاہے گا کہ میرے گناہوں کے فدیے کے طور پر میرے بیٹوں کو، میری بیوی کو، میرے بھائی کو، میری برادری، کنبہ اور قبیلے کے لوگوں کو جہنم میں جھونک دیا جائے اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ یہ مجرموں کی خواہش ہوگی اور یہ صرف الفاظ نہیں ہیں، بلکہ وقت آنے پر یہ چیز حقیقت بن کر سامنے آئے گی۔

آپ نے والد محترمؒ سے سنا ہوگا کہ قرآن مجید میں اہم مضامین کم سے کم دو مرتبہ آئے ہیں اور اس کی ترتیب بھی عکسی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ مضمون دوسری مرتبہ سورۂ عبس میں ذرا تفصیل سے آیا ہے۔ فرمایا:

﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ﴿۳۶﴾ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾﴾

''اُس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔ اُس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (ہر ایک سے) بے پروا کر دے گی۔''

زیرِ مطالعہ آیات کے ضمن میں غور طلب بات یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں خاص طور پر انہی محبتوں کی وجہ سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر رہا ہوتا ہے۔ اولاد کو دنیوی اعتبار سے اونچے مقام تک پہنچانے اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے ہم سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ تعلیم کے حوالے سے تو ہمارا تصور یہ بن چکا ہے کہ مدارس میں تو خرافات پڑھاتے ہیں، جبکہ اصل تعلیم انگلش سکولوں میں ہوتی ہے۔ انگلش سکولوں کا یہ نظام اس وقت بنا تھا جب انگریز برصغیر میں آیا تھا۔ شروع میں کہا گیا تھا کہ اسلامیات بھی ساتھ پڑھائیں گے' لیکن اس کے بعد اسلامیات کی حیثیت بس ایک خانہ پُری کی سی رہ گئی۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اسلامیات زبردستی پڑھنی پڑ جاتی ہے اور اس کے لیے ٹیوشنز رکھنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔

یہ نظام جب آیا تھا تو اس وقت ہمارے بڑوں نے اس کی مخالفت میں بہت کچھ کہا تھا۔ مثلاً اکبر الٰہ آبادی نے جدید تہذیب کے اوپر بڑے خوبصورت اشعار میں فقرے چست کیے تھے:

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر!

پھر انہوں نے اس نظام تعلیم پر بھی شعر کی صورت میں فقرہ چست کیا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بد نام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

علامہ اقبال نے کہا تھا:

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ!

بہرحال اس اولاد کے لیے ہم کیا کچھ نہیں کرتے۔ اس کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے اپنا پیٹ کاٹتے ہیں۔ سارا دن ملازمت کرنے کے بعد پھر ایکسٹرا ٹائم بھی لگاتے ہیں اور کوئی سائیڈ جاب بھی کرتے ہیں تاکہ کسی طرح یہ دنیا میں اونچے مقام تک پہنچ جائے' لیکن کل قیامت کے دن اسی اولاد کے حوالے سے ہماری خواہش یہ ہوگی کہ اے اللہ! میری اولاد کو میرے گناہوں کی پاداش میں میری طرف سے جہنم میں ڈال دے اور مجھے بچالے۔

یہ ہے اصل حقیقت جو آخرت میں جا کر کھلے گی۔ بسا اوقات اولاد دنیا میں بھی دکھا دیتی ہے کہ آپ کی اوقات کیا ہے، لیکن ہم ہیں کہ اس سے سبق نہیں سیکھتے۔ سب کا رجحان یہی ہے کہ اولاد ہی پرائرٹی نمبرون ہے اور گویا قیامت کے دن سب سے پہلا سوال ہی یہ ہوگا: کیا ان کو وہ اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی جس میں دنیوی اعتبار سے کامیابی کے امکانات زیادہ تھے۔ ہم تو اس طریقے سے لگے ہوئے ہیں اور اس کو اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ ان آیات میں بتا دیا گیا کہ ہر شخص اپنی ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے اور قیامت کے دن بھی انفرادی حیثیت سے ہی حساب کتاب ہوگا۔ لہٰذا تم اپنی فکر کرو اور اپنی اولاد کے لیے واقعی کوئی کام کرنا چاہتے ہو اور ان کے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہو تو کرنے کا اصل کام یہ ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ ''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) آگ سے''۔ لیکن اس کام کے لیے انسان تیار نہیں ہوتا۔ بہرحال انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو آگے سے آگے پہنچائے' لیکن وسائل کم ہوتے ہیں تو وہ حرام میں منہ مارتا ہے۔ جبکہ قیامت کے دن انسان اسی اولاد کو اپنے گناہوں کے فدیے کے طور پر جہنم میں دھکیلنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ اسی لیے اقبال نے کہا تھا:

یہ مال و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ!

یعنی یہ دنیا کا مال واسباب اور یہ رشتہ داریاں وتعلقات سب کے سب وہم وگمان کے بت ہیں اور ان سب کی اصل حقیقت قیامت کے دن کھل جائے گی جب ایک دوسرے کو دھتکار رہے ہوں گے۔ اس دن تو بیوی کو بھی اپنے گناہوں کی پاداش میں فدیہ کے طور پر دینے سے گریز نہیں کیا جائے گا۔

بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، اس کے جذبات کا خیال رکھو، اس کے احساسات اور اس کی عزت نفس کا خیال رکھو' لیکن اگر وہ ایسی فرمائش کرے جس کو پورا کرنے کے لیے تمہیں حرام میں منہ مارنا پڑتا ہو تو بس وہاں بریک لگنی چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو تم اپنا نقصان کر رہے ہو۔ آج اس کی محبت تمہیں حرام میں پڑ جانے پر مجبور کر رہی ہے' لیکن کل قیامت کے دن تمہاری خواہش ہوگی کہ میری بیوی کو بھی جہنم میں میرے گناہوں کی پاداش میں جھونک دو' بس مجھے بچالو۔

یہ ہے اصل حقیقت کہ ساری دنیا اور اس میں موجود طبعی محبتیں فریب ہیں اور اس کی حقیقت انسان کو آخری عمر میں نظر بھی آ جاتی ہے جب اولاد اپنے باپ کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے جاوید چودھری کے کالم کا حوالہ دیا تھا۔ انہوں نے اپنے کالم میں لکھا کہ قیام پاکستان کے وقت 22 خاندان بڑے خاندان شمار ہوتے تھے جو صنعتکار بھی تھے اور جن کے پاس مال و دولت بھی بہت تھی۔ ان کا انجام بہت برا ہوا۔ انہوں نے کئی مثالیں دی ہیں کہ کس طرح بیٹے نے ہی باپ کے آگے پستول تان لی کہ یہ ساری پراپرٹی میرے حوالے کرو ورنہ گولی مار دوں گا۔ اس کے بعد والد ساری زندگی ذہنی مریض بن گیا اور پھر موت بھی اسی حال میں آئی ہے۔ یہ ہے دولت اور اس کا انجام اور طبعی محبتوں کی اصل حقیقت!

**پریس ریلیز 16 اکتوبر 2015ء**

## امریکہ کی نئی افغان پالیسی درحقیقت اعتراف شکست ہے

## عوام پینے کے صاف پانی و تعلیم سے محروم اور دو امیدواروں کے انتخابی اخراجات کروڑ روپے سے زیادہ

## مغرب آج بھی عمر لاز سے رہنمائی حاصل کر رہا ہے اور امت مسلمہ ان کے طرزِ خلافت و اندازِ حکمرانی سے بے زاری کا اظہار کر رہی ہے

**حافظ عاکف سعید**

امریکہ کی نئی افغان پالیسی درحقیقت اعتراف شکست ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف جو چند دنوں تک امریکہ کا دورہ کرنے والے ہیں اُن پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ افغانستان میں امریکہ کی فیس سیونگ کے لیے پاکستان اپنا کردار ادا کرے۔ امریکہ افغانستان میں ایسے راستے کی تلاش میں ہے جس سے دنیا کو اُس کی شکست کی بجائے فتح کا تاثر ملے۔ حلقہ لاہور کے NA-122 میں انتخابات پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اس انتخاب میں قارونیت کو فتح حاصل ہوئی ہے اور اصول پسندی کو شکست ہوئی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک ایسے ملک میں جہاں دس کروڑ عوام غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوں، عوام کی اکثریت کو پینے کا صاف پانی نہ ملے، بچوں کی بہت بڑی تعداد بنیادی تعلیم سے بھی محروم ہو اُس ملک میں دو امیدواروں کے انتخابی اخراجات کروڑ کے ہندسہ کو بھی کراس کر جائیں تو یہ بات عوام وخواص دونوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ایک عظیم شہادت قرار دیتے ہوئے کہا کہ اُن جیسی گورننس کی مثال آج بھی دنیا دینے سے قاصر ہے۔ اُنہوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ ادارے قائم کیے۔ مغرب آج بھی عمراء کے نام سے اُن کے بنائے ہوئے قوانین سے رہنمائی حاصل کر رہا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

طبعی محبتوں کی اصل حقیقت کے ضمن میں قرآن مجید کا یہ مقام بہت ہی لرزہ طاری کر دینے والا ہے کہ قیامت کے دن مجرم کی یہ خواہش ہوگی کہ اس کے بیوی بچوں اور عزیز واقارب سمیت سب کو عذاب میں جھونک دیا جائے اور اسے چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اگلی آیات میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا' بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے حساب سے اجر ملے گا اور اس دن کوئی فدیہ اور کوئی سفارش قبول نہیں ہوگی۔ فرمایا:

﴿كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾﴾

''ہرگز نہیں! اب تو یہ بھڑکتی ہوئی آگ ہی ہے۔ جو کلیجوں کو کھینچ لے گی۔ وہ پکارے گی ہر اُس شخص کو جس نے پیٹھ موڑ لی تھی اور رُخ پھیر لیا تھا۔''

ایک طرف آنحضور ﷺ اللہ کا پیغام سنا رہے ہیں، قرآنی ہدایت کو عام کر رہے ہیں، حقیقت سے روشناس کروا رہے ہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے اور ایک دن اللہ کے حضور حاضری ہونی ہے۔ دوسری طرف یہ کفار ومشرکین سننے اور توجہ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ بڑی شانِ استغناء کے ساتھ منہ پھیرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ یہ تو سردارانِ قریش کا معاملہ تھا' لیکن آج مسلمان بھی ان باتوں کو اکثر وبیشتر سن کر بالکل نظر انداز کر کے چل پڑتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ! چنانچہ قیامت کے دن جہنم کی آگ ہر اُس شخص کو اپنی طرف بلائے گی جس نے حق سے اعراض کیا تھا اور اللہ کے کلام کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اور اس کو بھی بلائے گی:

﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾﴾

''اور جو مال جمع کرتا رہا پھر اسے سینت سینت کر رکھتا رہا۔''

مال اکٹھا کرنا ایک ذہنیت ہے اور یہ طمع اور لالچ ایسی شے ہے جس کے بارے میں یہ حدیث میں آپ کو سنا چکا ہوں کہ ابن آدم کی حرص' طمع اور لالچ کی آگ کو کوئی ٹھنڈا نہیں کر سکتا سوائے قبر کی مٹی کے۔ اگر ابن آدم کو ایک وادی بھر سونا مل جائے تو اس کی خواہش ہوگی کہ اسے ایک اور بھی ملے۔ ایک کارخانہ لگ گیا ہے تو اب پہلے سے زیادہ حرص پیدا ہوگئی کہ اس کو ملٹی پلائی ہونا چاہیے۔ ایک ہے تو دو ہوں اور دو ہیں تو چار ہوں۔ بڑے میاں پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھے ہیں' لیکن ان کو فکر یہ ہے کہ میری اولاد اس طور سے آگے نہیں بڑھ رہی جس طور سے انہیں بڑھنا چاہیے تھا۔

اگلی آیت میں انسان کے حوالے سے ایک حقیقت کو بیان کر دیا گیا:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾﴾

''یقیناً انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔''

یہ انسان کی فطری اور جبلی کمزوری ہے کہ وہ تھڑدلا اور بے صبرا ہے۔ زیر مطالعہ آیت میں تو انسان کو تھڑدلا اور بے صبرا قرار دیا گیا ہے' جبکہ قرآن مجید میں انسان کی کئی اور کمزوریوں کا ذکر بھی آیا ہے' مثلاً سورۃ النساء کی آیت 28 میں انسان کو فطرتاً کمزور بتایا گیا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 72 میں انسان کو ظَلُوْمًا جَهُوْلًا قرار دیا گیا ہے' جبکہ سورۃ الانبیاء کی آیت 37 میں انسان کی طبعی عجلت پسندی کا ذکر آیا ہے۔ ان کمزوریوں کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر ایک حیوانی وجود بھی ہے' لہٰذا اس میں کچھ کمزوری کے پہلو بھی پائے جاتے ہیں اور حیوانی رجحانات بھی ہیں۔ اس کے اندر لالچ ہے، حسد ہے' طمع ہے' غصہ ہے' مال کی شدید محبت ہے اور پھر وہ جنسی طور پر بھی حدود کو کراس کرنا چاہتا ہے' الغرض انسان میں بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔

اگلی دو آیات هَلُوْعًا کی وضاحت پر مشتمل ہیں:

﴿اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾﴾

''جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جانے والا ہے اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کبھی خیر سے، بھلائیوں سے آزماتا ہے اور کبھی تکلیف سے' بیماریوں سے، مصائب وآلام سے آزماتا ہے۔ لیکن انسان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اس آزمائش کو بھول کر ذرا سی تکلیف پر جزع فزع شروع کر دیتا ہے۔

یہ تو ایک عام انسان کا طرزِ عمل ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں ایک بندۂ مؤمن کا طرزِ عمل اس سے بہت مختلف ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ بندۂ مؤمن کا معاملہ بہت عجیب اور بڑا خوبصورت ہے۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جب اسے کوئی خیر ملتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے۔ اس طرح ان دونوں میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ یعنی کوئی تکلیف آئی ہے تو وہ صبر کر رہا ہے اور اپنے اندر جھانک رہا ہے کہ میرے اندر تو کوئی خرابی نہیں ہے' میں کسی پر کوئی ظلم تو نہیں کر بیٹھا جس کا وبال اس تکلیف کی صورت میں مجھ پر آ رہا ہے۔ وہ ضرور اپنا جائزہ لے گا' استغفار کرے گا اور پھر اسے اطمینان ہوگا کہ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے' جیسے نبیوں اور رسولوں پر آزمائش آئی ہے۔ لہٰذا مجھے استقامت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ اس طرزِ عمل سے وہ تکلیف اس کے حق میں خیر بن جاتی ہے اور اس پر صبر کرنے کی وجہ سے وہ اللہ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اسی طریقے سے اسے کوئی خیر اور خوشی ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور خوشی میں آپے سے باہر نہیں ہو جاتا اور خرافات میں نہیں پڑتا تو اس خوشی میں بھی بندۂ مؤمن کے لیے خیر ہی خیر ہے۔

اگلی آیات میں انسانی کمزوریوں پر قابو پانے کے لیے راہنمائی فراہم کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل لوگ ان کمزوریوں سے مستثنیٰ ہیں:

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾﴾

''سوائے نمازیوں کے۔''

یعنی اس کمزوری پر قابو پانے والے وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں نماز پڑھنے والے' اللہ پر ایمان رکھنے والے اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ ہی خیر اور شر کی آزمائشوں میں کامیاب ہونے والے ہیں۔

یہاں پر اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ' اِلَّا الْمُؤْمِنِيْنَ کے معنی میں ہے۔ یہ دونوں ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں اور یہاں مراد ہے سچا مؤمن اور نمازی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں اس بات کا کوئی تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص مسلمان ہو اور وہ نماز نہ پڑھتا ہو۔ یہاں تک کہ منافقین کو بھی پانچ وقت نماز پڑھنی پڑتی تھی تاکہ وہ دوسروں کو یہ بتا سکیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔

بہرحال نماز' نماز کا بھی فرق ہوتا ہے۔ جس کو حقیقی نماز عطا ہو جائے تو پھر اس کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جو خلقی کمزوریاں انسان کے اندر موجود ہیں' اس سے وہ بچا رہتا ہے۔ نماز اللہ کے حضور حاضری کا نام ہے کہ اب ہم دنیا سے کٹ گئے ہیں' اب ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہیں اور پھر نماز کی ابتدا سے ہی مناجات شروع ہو جاتی ہے۔ پوری سورۃ الفاتحہ بندہ کی اپنے رب سے مناجات ہے جو ہر نماز کا لازمی حصہ ہے۔ انسان اگر حقیقی معنی میں نماز سمجھ کر پڑھے اور اللہ کے دربار میں حاضری کا واقعتاً اسے احساس ہو تو پھر یقیناً اس سے وہ نتائج نکلیں گے جو سورۃ العنکبوت کی اس آیت میں بیان ہوئے ہیں: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ﴾ (آیت 45) ''یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں طبعی محبتوں کی اصل حقیقت کو سمجھنے اور سچا اہل ایمان اور پکا نمازی بنائے۔ آمین!

☆☆☆

# شہر ہے ویراں تمام

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گیارہ اکتوبر2001ء میں امریکہ کے افغانستان پر حملے سے آج تک بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے گزر گیا۔ یہ پانی خون آلود ہے۔ پانی میں مسلمان مرد وزن اور بچوں کے خون کے ساتھ کٹی ہوئی انگلیاں، چوڑیاں، قرآن، حدیث کے اوراق بھی بہتے چلے گئے۔ پانی کے اس ریلے سے میں خوفزدہ ہوں۔ اس کے خون آلود ہونے میں پاکستان کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ اقبالؒ کے چکنا چور خواب کی کرچیاں چنتے انگلیاں فگار ہوچکیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر!

اب تو نیل تا کاشغر حکومتیں وہائٹ ہاؤس کی پاسبانی فرما رہی ہیں۔ 58ہزار پروازیں ہمارے ہوائی اڈوں سے اڑ کر افغانستان پر بارود برساتی رہیں۔ ہماری سڑکوں کے سینے نیٹو کنٹینرز نے چھلنی کر دیئے جو مسلم افغانستان میں برسرِ پیکار لشکرِ ابوجہل کی تمام ضروریات کمک پوری کر رہے تھے۔ دو ہمسایہ ممالک پر اس ڈیڑھ دہائی میں جو بیتی، آیئے اس کا حساب تو لگالیں۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

اور بقول سیدنا عمرؓ: حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔ اپنا حساب کر لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ آخرت کا حساب میڈیا والے تو مرتب کریں گے نہیں۔ نیت سمیت اعمال کا کھوٹا کھرا سامنے آجائے گا۔ ذرہ برابر نیکی بھی اور ذرہ برابر بدی بھی۔ دنیا میں بھلے حق گوئی پر زبانیں گدی سے کھینچ لی جائیں یا اندھی گولی کہانی ختم کر دے۔ وہ دن تو آ کر رہے گا جب (سورۃ الفرقان کی کچھ آیات کا مفہوم ہے):

''وہ (مجرم) چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا۔ اور جو کچھ ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔ ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا۔ کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔ ہائے میری کم بختی۔ کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اور رسول کہے گا (فردِ جرم عائد ہوگی)۔ اے میرے رب، میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنالیا تھا۔''

آپ لاکھ سیکولر بن بیٹھیں۔ (سود جیسے حساس مسئلے پر رونگٹے کھڑے کر دینے والا رویہ اپنایا گیا۔ دو چیزوں پر اللہ کا اعلان جنگ ہے قرآن میں سود پر قائم رہنے والوں کے لیے۔ حدیث قدسی میں اللہ کے ولی / دوست سے دشمنی پر۔ ہم دونوں میں پورے ہیں)۔ یہ محمد عربی کے نام لیواؤں کا ملک ہے۔ اس کے ہر منصب کی کرسی ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کی سرگوشی کرتی ہے۔ ڈیڑھ دہائی میں غلامانِ امریکہ نے اس شاندار ملک کو حال سے بے حال کر دیا۔ جس پر بات کرو تو بھانبڑ بلتے ہیں!

چلیئے افغانستان چلتے ہیں۔ اکتوبر2001ء تا اکتوبر 2015ء۔ منظر کیا ہے؟ کابل، قندھار سے سقوط امارت اسلامیہ افغانستان شروع ہوا۔ 25نومبر2001ء میں قندوز میں طالبان بہت بڑی تعداد میں قید ہوئے۔ جا بجا لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ عبدالرشید دوستم امریکہ کے جلو میں ہر ظلم ڈھانے پر کمربستہ رہا۔ سینکڑوں طالبان کو کنٹینرز میں بے دردی سے بند کر کے مار ڈالا اور اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا۔ جنگی جرائم پر موجود تمام عالمی قوانین، کنونشنز خاموش تماشائی بنے رہے۔ اقوام عالم کا ضمیر بھیڑیا بنا درندگی کی نت نئی داستانیں رقم کرتا رہا۔ اس جنگ کے شروع میں دنیا بھر کے میڈیا پر چیختے چلاتے، گرجتے برستے عالمی لیڈروں کی تقاریر و بیانات کے مقابل ملا عمرؒ نے ایک بات کہی تھی جس کے بعد ایک طویل سکوت ہر کلام پر بھاری تھا۔ اللہ المقتدر ہے۔ (ہر شے پر قادر مطلق) اس کے نزدیک امریکہ ہو یا ایک چیونٹی، دونوں برابر ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی یہ جان لیں کہ اسلامی امارات پچھلی حکومتوں کی مانند نہیں جہاں سربراہ مملکت ملک سے بھاگ لے، ظاہر شاہ کی مانند جو روم میں جا پناہ گزین ہوا۔ نہ ہی میرے سپاہی تمہارے آگے ہتھیار ڈالیں گے۔ جان لو کہ یہ منظم جہادی محاذ ہیں۔ اگر دارالحکومت اور دوسرے شہر تمہارے قبضے میں آ گئے اور اسلامی حکومت ختم کر دی گئی تو ہمارے مجاہدین پہاڑوں اور مضافات میں چلے جائیں گے۔ تم کیا کر لو گے؟ ماسوا کہ تم بھی روسی فوجیوں کی طرح ہر جگہ پکڑے جاؤ اور مارے جاؤ۔ تمہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ بربادی اور فساد پھیلا دینا آسان ہے۔ اسے دور کرنا اور قانون کی عملداری بحال کرنا بہت وقت طلب ہے۔ موت برحق ہے۔ بجائے ایمان اور عزت سے محروم ہو کر امریکیوں کی مدد کرتے ہوئے مرنے کے، کیا یہ بہتر نہیں کہ انسان ایمان، عزت اور غیرت کے ساتھ اسلام کی خدمت کرتے ہوئے جان دے؟ تہی دست، پسماندہ ترین لشکر کا ایمان سے مالا مال سپہ سالار المقتدر رب کے نام پر کھڑا ہوا تھا۔ اللہ بندے کے گمان کے مطابق ہے۔ سو مومن اپنے گمان کے مطابق پالیتا ہے اور منافق اپنے گمان کے مطابق گنوا دیتا ہے! ملا عمرؒ ایک ایسے حکمران رہے کہ 7 سالہ امارت کے دوران ذاتی گھر بھی نہ تھا۔ امریکہ نے جب معاشی پابندیوں کے تحت بینک اکاؤنٹ منجمد کیے تو اندرون ملک یا بیرون ملک کوئی بینک اکاؤنٹ موجود نہ تھا اور گورنر اور جرنیل صحابہؓ کے اتباع میں (حضرت سعید بن عامرؓ، سلمان فارسیؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ) افغان مسلمانوں میں سے مفلس ترین تھے! قوم پر پروٹوکال کا عذاب مسلط نہ تھا۔ تصنع سے پاک، سادہ غذا، سادہ لباس، پیکر اخلاص! روزانہ کی تصاویر اور خبروں پر براجمان بھی نہ تھے۔ حملہ ہوا، چادر کندھے پر ڈالی اور چل دیئے! بارہ سال سپہ سالار کا لشکر ہر وادی، ہر گھاٹی میں پوری دنیا کی سائنس ٹیکنالوجی (کے پوجے جانے والے خدا) سے لڑ لیا، تا آنکہ کھربوں ڈالر لٹا کر، ہزاروں لاشے، سینکڑوں خودکشیاں، نفسیاتی مریض اور معذور فوجی پشت پر لادے، پیمپر پہنے امریکہ نیٹو، افغانستان سے نکل بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ وقت کی گردش قندوز میں آ کر 28 ستمبر 2015ء میں دم بخود ٹھہر گئی۔ طالبان کا لہلہاتا پرچم، ٹوٹی جیل اور نعرہ زن قابض طالبان۔ گردو پیش میں جا بجا صوبہ بھر میں کامیابیاں۔ امریکہ ہوش کھو بیٹھا۔ زمین پر مجاہدین کا مقابلہ ممکن نہیں ہوتا۔ سو فوراً فضائیہ حرکت میں آ گئی۔ تا آنکہ ایک ہسپتال کو ڈاکٹروں اور عملہ سمیت بمباری کا نشانہ بنا ڈالا۔ شامتِ اعمال

یہ تھی کہ یہ ڈاکٹروں کی بین الاقوامی این جی او تھی۔ جس بنا پر دنیا بھر میں طوفان کھڑا ہو گیا۔ پہلے امریکی جرنیلوں نے جھوٹی صفائیاں پیش کیں۔ بالآخر اوباما کو خود معافی مانگنی پڑی۔ تاہم حقائق کی تفتیش کے لیے این جی او کا عالمی ٹریبونل میں معاملہ رکھنے کا مطالبہ قائم ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کا خون بہانے میں ڈرون جہازوں کی صورت فضائیہ کا کردار دیکھ کر لگتا ہے کہ جہنم کی سرداری انہی نے بک کروا رکھی ہے۔ برسر زمین معاملہ چک بھی گیا تو یوم جزا سزا تو باقی ہے! قندوز اگرچہ وقتی طور پر واپس (جزوی) لینے کا دعویٰ تو ہے مگر نیویارک ٹائمز بلک بلک کر افغان حکومت کی نااہلی اور لاچاری کے رونے رو رہا ہے۔ بمقابلہ طالبان! فی الوقت نہ صرف قندوز پر جزوی قبضہ اور جنگ جاری ہے بلکہ طالبان کی شمال میں تاخار، بدخشاں اور فاریاب اور جنوب میں غزنی میں بھی نمایاں پیش قدمی ہو رہی ہے۔ ملا عمرؒ کی تقریر کا حرف حرف سچا ثابت ہوا۔ حالات عین وہی ہیں جو 1996ء میں قبل از طالبان تھے۔ بدعنوان حکومت، عوام، وارلارڈز کی جگہ اب جابجا افغان پولیس اور اہلکاروں کے ہاتھوں یرغمال۔ جتھے بنا کر عوام کو لوٹنے، باہم لڑنے اور ضمناً عوام کو مارنے، منشیات سمگلنگ سب کچھ ہی روا ہے۔ عوام کا فطری رجحان طالبان کی جانب ہے جو امن، فوری انصاف اور خدا خوفی والے لوگ ہیں۔ ملا عمرؒ کے انتقال نے طالبان کے عزم میں کمی نہ آنے دی۔ انہی خطوط پر تحریک قوی تر ہو کر جاری رہی۔ افغانستان ایمان سے لیس نہتی سپاہ کی ولولہ انگیز داستان ہے۔ اقبالؒ ہمارا تھا، وہ زندہ (اپنے افکار کے ذریعے) افغانستان میں ہوا۔

گرماؤ غلاموں کا لہو سوز یقیں سے
کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

ہم وہائٹ ہاؤس کے پھیرے لگاتے رہ گئے، انہوں نے تاریخ بدل ڈالی۔ المقتدر رب سے رشتہ جوڑا۔ سو حال یہ ہے کہ:

پاس اگر تُو نہیں شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اجڑے ہوئے کاخ و کو

ہمارے شہروں میں لوٹ مار، بدعنوانی، بل بورڈوں پر چڑھی عورت، موسیقی، بے حیائی کی ویرانی طاری ہے۔ وہاں شہداء کے خون سے سینچے کاخ وکو میں تکبیریں بلند آہنگ ہیں۔ زندگی اور روشنی ہے!

☆☆☆



# سرمایہ قیادت و سیاست: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ
Azeemjanbaz77@gmail.com

**نام ونسب:**

اسم گرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراع بن عدی بن کعب، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ قریش کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔

**جوانی:**

سن شباب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علم انساب اپنے والد سے سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ شہسواری میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ شعر و شاعری، خطاطی، خطابت، پہلوانی اور سپہ گری کے فنون کے علاوہ تجارت کے اسرار ورموز سے بھی واقف تھے۔

**قبول اسلام:**

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام بھی قابل رشک ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے پسند ہو اسلام کو اس سے قوت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کی دعا کو حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمایا۔ کفار مکہ کی مشاورت میں آپ کو حضرت محمد ﷺ کو نعوذ باللہ شہید کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ آپ اس مقصد کے حصول کے لیے نکلے مگر بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام اور استقامت کی وجہ سے دل نرم پڑ گیا۔ بارگاہ نبوت میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر کلمہ اسلام پڑھا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چھبیس سال تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کے لیے بہت بڑی فتح و نصرت کا پیغام تھا۔ اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد اور اعانت ثابت ہوئی اور ان کی خلافت امت کے لیے رحمت تھی۔

**نبی کریم ﷺ کے ساتھ تعلق:**

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ سلسلہ نسب آٹھویں پشت سے ایک ہو جاتا ہے، ام المومنین سیدہ حضرت حفصہؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے آپ کو خسر پیغمبر ﷺ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ کی نواسی اور حضرت علیؓ کی صاحبزادی آپ کے عقد میں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے بیت اللہ میں اللہ کا نام بلند کیا، آپ سفر و حضر میں پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ باوفا ساتھی، مخلص مشیر وزیر کی طرح رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے آسمانوں پر دو وزیر جبرائیل و میکائیل اور زمین پر دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرؓ نے سات سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی میں کسی موقع پر نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ستائیس غزوات میں شرکت فرمائی اور تمام اہم فیصلوں میں آپ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ قرآن پاک کی ستائیس آیات آپؓ کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عمر کی زبان پر اللہ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔ (بیہقی)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس راستہ سے عمرؓ گزرتا ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم، بخاری)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے جنت کے احوال کا ذکر فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں ایک خوبصورت محل دیکھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا دل چاہا کہ میں وہ محل دیکھوں، مگر اے عمر! مجھے تیری غیرت آ گئی۔ اس لیے میں اندر نہیں گیا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ، سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہم تینوں اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

خلیفۃ الرسول ﷺ جناب صدیق اکبرؓ کے دور میں آپؓ امور خلافت میں بہترین مشیر و وزیر کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تو صحابہ نے آپ کے سخت مزاج ہونے پر کلام کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان تاریخی الفاظ میں آپ کی غیر معمولی حیثیت کو واضح فرمایا کہ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کیا

جوتیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔

**محاسبہ نفس اور امانت داری:**

بار خلافت سنبھالنے کے بعد جناب عمر فاروق ؓ نے امور خلافت کو نظم وضبط اور عدل وانصاف کے ساتھ اس انداز میں چلایا کہ اس مثال سے طبقہ سلاطین عاجز ہیں۔ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ بات پر اپنا محاسبہ فرماتے تھے، آپ کا ضمیر ہمہ وقت بیدار رہتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ نے کبھی اپنی ذات کو اہمیت نہیں دی۔ آپ فرماتے تھے کہ امت کا مال اسی طرح میری نگرانی میں رہے گا جس طرح یتیم کے مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ آپ نے ہمیشہ زہد وتقویٰ اور درویشی والی زندگی گزاری۔ آپ کو نبی کریم ﷺ اور جناب صدیق اکبرؓ کا طرز زندگی پسند تھا، آپ فرماتے تھے کہ میرے دو رفیق ہیں، ان دونوں نے خاص انداز میں زندگی کے دن کاٹے ہیں، میری خواہش ہے کہ میں ہو بہو ان کے طریق پر چلوں کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میری مثال سے دوسرے بھی آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے طریقوں سے انحراف کریں گے۔ (خلفاء الراشدین)

27 ذوالحجہ کو نماز فجر کے وقت ابولؤلؤ فیروز مجوسی کے وار کی وجہ سے آپ کو گہرے زخم لگ چکے تھے جب آپ کو اس بات کا یقین ہو چکا کہ اب صحت یاب ہونا ممکن نہیں تو آپ نے ان تمام رقوم کا حساب لگوایا جو آپ کے نزدیک بیت المال کا قرض تھیں، یہ رقوم آٹھ ہزار درہم سے زائد تھیں، آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ وہ اس رقم کو بیت المال میں ادا کردے، آپ کی شہادت کے دس دن بعد وہ ساری رقم ادا کر دی گئی۔ درحقیقت یہ آپ کا بحیثیت خلیفہ اپنی اور اپنی اولاد کی کفالت کے لیے بیت المال سے لی گئی رقم کا مجموعہ تھا۔

**جنگیں اور فتوحات:**

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں خلافت اسلامیہ کا پھیلاؤ (2251030) مربع میل تک پھیل گیا تھا، آپ کے مقبوضہ علاقوں میں اہم عراق، جزائر، خوزستان، شام، عجم، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا کچھ حصہ آجاتا ہے شامل تھا۔ آپ کے دور خلافت میں معرکۃ الآراء جنگیں لڑیں گئیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت کا اہم کارنامہ بیت المقدس کی فتح ہے 16 ہجری بمطابق 637 عیسوی حضرت ابوعبیدہؓ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا، قلعہ بند ہو کر لڑتے رہے، عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست کی اور یہ شرط عاید کی کہ خلیفۃ المسلمین عمرؓ خود آئیں اور معاہدہ صلح ان کے ہاتھوں سے لکھا جائے۔ مشاورت کے بعد حضرت عمرؓ کا جانا طے ہوا۔ آپؓ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر کرکے خلافت کے کاروباران کے سپرد کیے اور خود بیت المقدس روانہ ہوگئے۔ بیت المقدس قریب آ گیا، حضرت ابوعبیدہؓ اور دیگر کمانڈر آپؓ کے استقبال کے لیے آئے، آپ نہایت سادہ لباس اور معمولی حیثیت کا ساز وسامان ساتھ لیے ہوئے تھے۔ کچھ مسلمانوں نے قیمتی لباس اور اعلیٰ نسل کی سواری پیش کی۔ آپؓ نے رد عمل میں فرمایا کہ اللہ نے جو عزت ہمیں دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔ (بخاری ومسلم)

**نظم ونسق خلافت فاروقی:**

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کی خلافت کا بنیادی اصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا یعنی پارلیمنٹ کا باضابطہ قیام سب سے پہلے آپ کے دور خلافت میں کیا گیا، جب بھی کوئی انتظامی معاملہ پیش آتا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی اور کوئی امر بغیر مشاورت اور کثرت رائے کے طے نہ کیا جاتا تھا۔ مجلس شوریٰ کے اہم ارکان میں حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ شامل تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے 20 ہجری میں ملک کو 8 صوبوں میں تقسیم کیا۔ آپ کے مقرر کردہ صوبوں میں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین شامل تھے۔ ہر صوبے میں انتظامی افسران جن میں والی صوبہ (حاکم)، کاتب یعنی میرمنشی، کاتب دیوان یعنی دفتر فوج کا میرمنشی، صاحب الخراج یعنی کلکٹر، افسر پولیس، افسر خزانہ، قاضی یعنی صدر الصدور و منصف مقرر ہوتے تھے۔ آپ جس کو بھی عامل مقرر فرماتے تھے، اس کو ایک فرمان جاری کرتے، جس میں اس کی تقرری، اختیارات اور فرائض مذکور ہوتے تھے۔ عاملوں سے جن باتوں کا عہد لیا جاتا تھا ان میں ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا، باریک کپڑا نہ پہنے، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے، دروازے پر دربان نہ رکھنے اور اہل حاجت کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھنے کا عہد شامل ہوتا تھا۔ ہر سال حج کے زمانے میں تمام عمال عوامی احتساب کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے تھے، کھلی کچہری میں عوامی شکایات کو سنا جاتا تھا اور اس کے تدارک کے احکامات جاری کیے جاتے تھے، عمال پر عائد الزامات کی تحقیقات کے لیے تحقیقاتی کمیشن قائم تھا۔

**خراج کا نظم ونسق:**

خراج کا طریقہ حضرت عمر فاروق ؓ نے ایجاد کیا۔ خراج کا نظم ونسق عرب کی تاریخ وتمدن میں نیا اضافہ، اس وزارت میں سب سے انقلابی اقدام زمینداری اور ملکیت زمین کا قدیم قانون جو بالکل جابرانہ تھا، مٹا دیا۔ زراعت کی ترقی کے لیے آپ نے کئی اہم نہریں تیار کروائیں۔

**محکمہ قضاء:**

یہ محکمہ اسلام میں حضرت عمر فاروق ؓ کی بدولت وجود میں آیا۔ آپؓ کے دور خلافت کے مشہور قاضی زید بن ثابت، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن مسعودؓ، قاضی شریح، جمیل بن معمر جمحی، ابومریم حنفی، سلمان بن ربیعہ باہلی، عبدالرحمٰن بن ربیعہ، ابوقرۃ کندی اور عمران بن حصین تھے، قاضی کا تقرر امتحان وتجربہ کی بنیاد پر کیا۔

**پولیس وجیل خانہ جات:**

عرب میں باضابطہ طور پر جیل کے قانون کا کوئی تصور نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے مکہ مکرمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار میں خرید کر جیل خانہ بنوایا، پھر اس سلسلے کو باقی صوبوں اور اضلاع تک پھیلایا گیا، آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے درمیانی راستے میں چوکیاں اور سرائے تعمیر کروا کر حاجیوں اور دیگر مسافروں کی آمد ورفت کو سہل اور پرامن بنایا۔

**محکمہ مال (بیت المال):**

محکمہ مال کا شعبہ حضرت عمرؓ کے تجدیدی کارناموں میں سے ایک ہے۔ سب سے پہلے دارالخلافہ مدینہ میں مرکزی بیت المال قائم کیا گیا جس کے امین حضرت عبداللہ بن ارقمؓ کو مقرر کیا گیا۔ دارالخلافہ کے علاوہ صوبہ جات اور اضلاع کے صدر مقامات میں بھی بیت المال قائم کیے گئے۔ اس محکمہ کے لیے علیحدہ عمارتیں بنوائی گئیں۔ صوبہ جات کے دفاتر میں بقدر ضرورت رقم رکھنے کے بعد سال کے اختتام پر بقیہ رقم مرکزی بیت المال مدینہ منورہ بھی دی جاتی تھی۔

**فوجی نظام اور چھاؤنیاں:**

اس شعبہ کو دور فاروقی میں اس قدر منظم اور پائیدار بنا دیا گیا۔ 15 ہجری میں آپ نے محکمہ فوج کو منظم ومرتب فرمایا، انصار وقریش کے کوائف جمع کیے گئے، اسلام میں خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے، تنخواہیں مقرر کی گئیں اور

# خطے کی صورتِ حال اور غلبۂ اسلام

## 07 اکتوبر2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

☆ حافظ شفیق الرحمٰن: معروف صحافی' کالم نگار
☆ ایوب بیگ مرزا: ناظم نشرواشاعت' تنظیم اسلامی

میزبان: وسیم احمد

**سوال**: جنرل اسمبلی میں وزیراعظم پاکستان کے چارنکاتی فارمولے کو مسترد کرتے ہوئے بھارتی وزیرخارجہ نے وہی دہشت گردی کا راگ الاپا ہے۔ کیا اس مائنڈ سیٹ کے ساتھ پاک بھارت بنیادی مسائل حل ہوسکیں گے؟

**ایوب بیگ مرزا**: وزیراعظم نوازشریف کے خطاب میں بہت ہی اہم باتیں تھیں۔ مثلاً کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دیا جائے' سیاچن سے فوجیں نکالی جائیں' دونوں ممالک LoC کی خلاف ورزیاں نہ کریں اور مختلف مواقع پر ایک دوسرے کو جنگ کی دھمکیاں نہ دیں۔ یہ بہت ہی مناسب فارمولا تھا جو پیش کیا گیا۔ بھارت نے اس کو بالکل مسترد کر دیا۔ اب بھارت کے پاس کیا آپشن ہے؟ اگر بھارت یہ کہے کہ صرف دہشت گردی کی بات کرنی ہے جبکہ مسئلہ کشمیر جسے ایک وقت میں ہندوستان خود سلامتی کونسل میں لے گیا تھا' اس پر کوئی بات ہی نہیں کرنی تو پھر مسائل کیسے حل ہوں گے؟ پاکستانی فارمولا اتنا جامع تھا کہ بھارت کے پاس اسے منظور کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ اس سے ایک اچھی ابتدا ہو جاتی۔ جب تک بنیادی مسائل کو طے نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ جنگ کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ دونوں ممالک میں کشیدگی کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ دونوں جانب دفاعی اخراجات کو بہت بڑھایا گیا' جس کے نتیجے میں کروڑوں لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ انسانیت سے زیادتی ہے۔ اس صورت حال کا بھارت زیادہ ذمہ دار ہے' کیونکہ پاکستان کی جانب سے مختلف اوقات میں پیشکش ہونے کے باوجود بھارت مذاکرات کے لیے سنجیدگی نہیں دکھاتا۔ جب بھی کشمیر کی بات ہوتی ہے' وہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے گریز کر جاتا ہے۔ بھارت سے پوچھا جائے کہ اگر اس نے امن کے لیے مذاکرات نہیں کرنے تو مسائل کیسے حل ہوں گے! آج کے دور میں کیا جنگ سے مسائل حل ہو جائیں گے؟ کیا دوایٹمی ممالک کے درمیان جنگ کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ بھارت کو سمجھنا چاہیے کہ اب جنگ کوئی آپشن نہیں رہا۔ امن کے لیے واحد آپشن صرف مذاکرات ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ مذاکرات صرف اس مسئلے پر ہوں جو مجھے درپیش ہے' تو یہ نہایت نامعقول بات ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ میں مسئلہ حل کرنا ہی نہیں چاہتا۔

**وسیم احمد**: صدر اوباما نے بھی مانا ہے کہ پاکستان کو دنیا میں سب سے زیادہ دہشت گردی کا سامنا ہے۔

**ایوب بیگ مرزا**: دہشت گردی پر بھی بات کر لیں' کوئی حرج نہیں۔ لیکن کیا صرف دہشت گردی پر مذاکرات کرنے سے مسائل ختم ہو جائیں گے؟ اگر کشمیر میں ریاستی

مرتب: محمد خلیق

دہشت گردی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے' سیاچن میں جنگ جاری رہتی ہے تو کیا دونوں ملکوں کے تعلقات نارمل ہو سکتے ہیں؟ امن کی خاطر دہشت گردی پر بھی بات ہو سکتی ہے لیکن اگر بھارت یہ کہے کہ جو میں کہتا ہوں بس وہ سنو' تو پھر مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔ کشیدگی قائم رہے گی۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے۔ اس کی صنعت ترقی کر چکی ہے۔ اس کے وسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ جمہوریت کے حوالے سے وہاں حالات بہتر رہے ہیں۔ اس چیز نے بھارت کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ ایسے کام کر رہا ہے جس سے خود اس کو نقصان ہوگا۔

**سوال**: پاکستان نے بھارتی دہشت گردی کے ثبوت یو این او کے سیکریٹری جنرل کے سپرد کر دیے ہیں۔ کیا اقوام متحدہ بھارت کی سرزنش کرے گی؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: یو این او کا ادارہ ہمیشہ سے طاقتور قوتوں کی ایک کنیز کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ اگر اقوام متحدہ یا سلامتی کونسل مختلف ممالک کی جائز شکایات کا ازالہ کر دیتی تو آج یہ دنیا تنازعات کا خارزار نہ بنی ہوتی۔ پاکستان میں بھارتی مداخلت کے ثبوت یو این او کے حوالے کرنا محض اشک شوئی ہے۔ اس بارے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان پر کیا کارروائی ہوگی۔ پاکستان کے الزامات اور تحفظات تو بڑے واضح ہیں۔ ''را'' کے ایجنٹ ہمارے قبائلی علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ وہ وزیرستان سے کراچی تک اپنی تخریب کارانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ افغان سرحد کے ساتھ بھارت نے دو درجن قونصل خانے قائم کر رکھے ہیں۔ ان میں باقاعدہ ''را'' کے ایجنٹ اور بھارتی آرمی کے ریٹائرڈ آفیسرز موجود ہیں جو بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کو حربی اور عسکری تربیت دے رہے ہیں۔ جو بلوچ علیحدگی پسند باہر بیٹھے ہوئے ہیں' ان کے سر پر بھارت کا ہاتھ ہے۔

**وسیم احمد**: کراچی میں پکڑے گئے مجرم یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ہمیں انڈیا نہ صرف مالی مدد دے رہا ہے بلکہ وہاں جا کر ٹریننگ بھی لیتے ہیں۔

**حافظ شفیق الرحمٰن**: فاروق ستار یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ 1990ء کے آپریشن کے بعد ہمارے بہت سے کارکن بھارت گئے تھے۔ یہ باتیں آن ریکارڈ ہیں۔ پھر یہ کہ ایک بنگلہ دیشی شخص انور' جس کے بارے میں مکمل شواہد موجود ہیں کہ وہ ''را'' کا ایجنٹ ہے' ایم کیو ایم کی لندن رابطہ کمیٹی کا اہم ترین ممبر ہے۔ وہ پارٹی کے مالی اُمور میں بھی ان کی پوری معاونت کرتا ہے' جو کہ ''را'' کی طرف سے فراہم کی جاتی ہے۔

**سوال**: انڈین ایئر چیف نے دھمکی دی ہے کہ پاکستان کے زیرانتظام کشمیر میں میانمار طرز کی کارروائی کر سکتے ہیں؟

بھارت کو سمجھنا چاہیے کہ اب جنگ کوئی آپشن نہیں رہا۔ امن کے لیے واحد آپشن صرف مذاکرات ہیں۔

**ایوب بیگ مرزا**: انہوں نے کہا ہے کہ اگر حکومت ہمیں اجازت دے تو ہم ایک منٹ میں کارروائی کے لیے تیار ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے پہلے حکومت سے بات کر لی ہوگی کہ خدارا کہیں اجازت نہ دے دینا۔ یہ

باتیں محض دباؤ بڑھانے کے حربے ہیں۔ ہمارے سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بھارت نے ممبئی حادثہ کے بعد امریکہ کو کہا تھا کہ ہمارے ہاں اس واقعے کا بہت شور مچ گیا ہے اور عوام یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان سے بدلہ لو اس لیے پاکستان سے کہو کہ ہمیں مرید کے پر سرجیکل سٹرائیک کرنے دی جائے' جس کے بعد پاکستان کی طرف سے کوئی ری ایکشن نہ ہو' تو پھر ہم اپنے عوام کو مطمئن کر لیں گے۔ اس پر خورشید قصوری نے کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر بھارت نے یہ کام کرنا ہی ہے تو امریکہ کے ذریعے پاکستان سے اجازت کیوں لے رہا ہے! اگر اس میں اتنی ہمت ہے تو کر کے دیکھ لے۔ اس دوران لاہور کی فضاؤں میں 24 گھنٹے ہمارے F-16 گردش کرنے لگے تھے۔ بھارت نے میانمار میں جو کچھ کیا' اس کے حوالے سے برما کہتا ہے کہ ایسی کوئی بات

بھارت امریکہ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ پاکستان ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا۔ انہی غلط فہمیوں نے بھارت کو اس مقام تک پہنچایا ہے۔

نہیں ہوئی' بھارت جھوٹ بول رہا ہے۔ بھارت کبھی بھی پاکستان میں اس طرح کی جرأت نہیں کر سکتا۔ پاکستان میں ڈرون کے ذریعے امریکہ کی جو مداخلت ہوتی رہی ہے' اسے پاکستانی فضائیہ روک سکتی تھی اگر حکومت اجازت دے دیتی۔ ہمارے حکمرانوں کے امریکہ سے گہرے ذاتی مفاد وابستہ رہے ہیں۔ پھر یہ کہ امریکہ ایک طاقتور ملک ہے' اس لیے حکومت امریکہ کے معاملے میں مجبور ہے۔ اب بھارت امریکہ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ پاکستان ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا۔ انہی غلط فہمیوں نے بھارت کو اس مقام تک پہنچایا ہے۔

**سوال**: طالبان نے صوبہ قندوز پر قبضہ کر لیا۔ کیا افغانستان میں طالبان کا revival ہونے جا رہا ہے؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: بظاہر تو یہی دکھائی دیتا ہے۔ قندوز کا علاقہ پاکستانی سرحد سے سینکڑوں میل دور ہے۔ یہ محض ایک الزام ہے کہ اس کارروائی میں پاکستان کا کوئی ہاتھ ہے۔ افغانستان میں اب طالبان پیش قدمی کر رہے ہیں۔ امریکہ کی تیار کردہ افغان نیشنل فورسز کی مسلسل پسپائی پر اوباما نے کہا ہے کہ قندوز میں ساٹھ ہزار سکیورٹی افسران اور اہلکاروں کی موجودگی کے باوجود طالبان کا قبضہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔

**سوال**: کہا جا رہا ہے کہ شمالی اتحاد کے کمانڈر نے طالبان کا ساتھ دیا جس کے بعد یہ قبضہ ممکن ہوا۔ کیا شمالی اتحاد اس بات پر مجبور ہو گیا ہے کہ طالبان کا ساتھ دینا چاہیے؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: شمالی اتحاد کے کچھ گروپس طالبان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اشرف غنی' کرزئی' عبداللہ عبداللہ کی پالیسیاں پوری طرح پروانڈین ہیں۔ بظاہر تو یہ نام نہاد آزاد' منتخب جمہوری حکومتیں ہیں لیکن درحقیقت امریکی کٹھ پتلیاں ہیں۔ افغانستان میں حکمرانوں کے خلاف عوامی سطح پر ایک ردعمل پایا جاتا ہے۔ طالبان کے حملے کے ردعمل میں امریکی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا پہلے تو پروگرام یہ تھا کہ 2016ء میں یہاں سے رول بیک کر جائیں گے' لیکن اب ہمیں اُس وقت تک رکنا چاہیے جب تک وہاں پر دہشت گرد موجود ہیں۔ افغان طالبان دراصل افغانستان کے حریت پسندوں کے سب سے بڑے گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ امریکہ نواز حکومت کے خلاف ایک مزاحمت کار کے طور پر موجود ہیں۔

**سوال**: کیا یہ ممکن ہے کہ اپنا غلبہ قائم رکھنے کے لیے امریکہ نے طالبان کو یہ موقع خود دیا ہو تا کہ اسی بہانے وہ افغانستان پر اپنا قبضہ جاری رکھ سکے؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم' امریکی اگر ایسی کوئی حرکت کر رہے ہیں تو انہیں اس کے بھیانک نتائج پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے۔ طالبان کوئی کمزور فریڈم فائٹر نہیں ہیں۔ انہوں نے 14 سال بعد قندوز پر دوبارہ اپنا قبضہ قائم کیا۔ وہ بدخشاں کے صوبہ پر بھی قبضہ کر چکے ہیں۔ جلال آباد میں انہوں نے افغانستان کے جنگی طیارے کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ وردک کے علاقے میں بھی ان کی پیش قدمی جاری ہے۔ وہ کسی ایک جگہ پر نہیں ہیں۔ انہوں نے کئی محاذ کھولے ہوئے ہیں۔ بے سروسامانی ایک ایسی طاقت کے ساتھ ٹکرا رہی ہے جس کے پاس فضائی بالادستی کی خوفناک قوت ہے۔ زمین پر کھڑے ہو کر امریکی میرینز طالبان کا سامنا نہیں کر سکتے۔ ان میں اتنی ہمت نہیں ہے۔

**ایوب بیگ مرزا**: قندوز پر قبضے کے حوالے سے دو بالکل متضاد باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ طالبان نے باقاعدہ سٹرٹیجی کے طور پر ایسا کیا ہے۔ قندوز شمالی افغانستان میں ہے۔ یہاں طالبان کا اثر و رسوخ بہت کم تھا۔ ان کا زیادہ زور جنوبی اور وسطی افغانستان میں ہے۔ یہ سٹرٹیجی ہو سکتی ہے کیونکہ امریکہ کی ساری نگاہیں جنوبی اور وسطی افغانستان پر ہیں۔ اب اگر ایسی جگہ پر حملہ کیا جائے جہاں کے بارے میں امریکہ یہ توقع نہیں کرتا کہ افغان طالبان وہاں قبضہ کر سکیں تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا۔ امریکی فورسز تو اب اپنے فضائی اڈوں میں محصور ہو گئی ہیں۔ وہ باہر نہیں نکلتے۔ میدان میں تو ان کی تیار کردہ افغان نیشنل آرمی ہے۔ وہ لڑتی کم ہے' بھاگتی زیادہ ہے۔ اس کی تعداد ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے۔ لہٰذا یہ طالبان کی سٹرٹیجی ہو سکتی ہے۔ اس سے مخالفین کو اپنی فورسز جنوبی اور وسطی افغانستان سے شمال کی طرف منتقل کرنی پڑیں گی۔ جب کسی دشمن کی فوجیں stretch ہو جائیں تو حملہ کرنے میں آسانی رہتی ہے۔

اس حوالے سے دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ایسا سب کچھ امریکہ نے جان بوجھ کر کیا۔ مثلاً ہلمند کم آبادی والا چھوٹا صوبہ ہے جبکہ قندوز زیادہ آبادی والا بڑا صوبہ ہے لیکن

افغانستان میں حکمرانوں کے خلاف عوامی سطح پر ایک ردعمل پایا جاتا ہے۔ افغان طالبان دراصل افغانستان کے حریت پسندوں کے سب سے بڑے گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ امریکہ نواز حکومت کے خلاف ایک مزاحمت کار کے طور پر موجود ہیں۔

ہلمند میں 20000 افغان فوجی ہیں جبکہ یہاں تقریباً 1000 فوجی تھے۔ لہٰذا طالبان کے لیے حملہ بہت آسان ہو گیا۔ امریکہ نے جان بوجھ کر یہ جگہ خالی کی کیونکہ وہ جنگ کو جنوبی اور وسطی افغانستان سے شمالی افغانستان کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے۔ بدخشاں پر بھی طالبان کا قبضہ ہو گیا ہے' جو کہ چین کی سرحد کے بہت قریب ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ امریکہ دراصل چین کو طالبان کے سامنے کرنا چاہتا ہے۔

داعش بھی افغانستان میں داخل ہوچکی ہے، جس کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ وہ امریکی سازش کا حصہ ہے۔ چنانچہ اگر وہاں سے امریکی فوجیں پیچھے ہٹ جائیں اور افغان فوجیں موجود نہ ہوں تو داعش کو جگہ مل سکتی ہے تاکہ وہ وہاں سے چین میں کوئی کارروائی کرے۔ یہ ایک سازش ہو سکتی ہے تاکہ اس مسئلے پر چین اور پاکستان کے درمیان کشیدگی پیدا ہو۔ بہرحال، اس وقت ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ امریکہ نے وہاں افغان نیشنل آرمی کو اتنا کم کر دیا تھا کہ اس علاقے میں اسلحہ مافیا اور ڈرگ مافیا داخل ہو رہا تھا۔ طالبان قندوز پر حملہ کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈرگ مافیا اور دوسرے مسلح لوگ قندوز پر قبضہ کر لیں، مناسب یہی ہے کہ ہم اس پر قبضہ کر لیں۔

**سوال**: آرمی چیف نے لندن میں برطانوی وزیر داخلہ سے کہا ہے کہ دہشت گردوں کی فنڈنگ اور مواصلاتی رابطے روکے جائیں۔ کیا برطانیہ دہشت گردوں کو فنڈنگ اور مواصلاتی رابطے فراہم کرتا ہے؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: آرمی چیف نے یہ انتہائی دانش مندی کا مظاہرہ کیا۔ ہماری سیاسی قیادت برطانوی حکومت سے اس طرح بے باکانہ انداز میں بات کرنے سے قاصر رہی۔ یہ کام بنیادی طور پر تو وزارتِ خارجہ اور وزارتِ داخلہ کا تھا۔ اب تو ایم کیو ایم کے لوگوں پر ''را'' کا ایجنٹ ہونے کے حوالے سے کوئی دو رائے نہیں رہی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ برطانیہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں بھارت، امریکہ، اسرائیل، قادیانی مافیا اور دوسرے ذرائع سے مالی امداد مسلسل مل رہی ہے جس کو مانیٹر نہیں کیا جا رہا۔

**سوال**: کیا پاکستان میں ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث این جی اوز کو بھی برطانیہ فنڈنگ کرتا ہے؟

**حافظ شفیق الرحمٰن**: بالکل کرتا ہے۔ ان لوگوں نے توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دیا۔ بعض این جی اوز نے 1998ء میں ایٹمی دھماکوں کے بعد ڈاکٹر ہود بھائی کی قیادت میں اسلام آباد میں ڈاکٹر عبدالقدیر کی علامتی قبر بنائی۔ ان این جی اوز میں ایسی خواتین بھی شامل ہیں جو حجاب کی مخالفت کرتی ہیں، میراتھن ریس کی حمایت کرتی ہیں۔ بیرونی ممالک سے فنڈنگ صرف کسی سیاسی جماعت ہی کو نہیں ہو رہی۔ زیادہ تر این جی اوز کا اینٹی پاکستان ہونا، اینٹی اسلام ہونا اور اینٹی پبلک ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ پاکستان میں جب دہشت گردی کے حوالے سے بات ہوتی ہے تو عام طور پر سیاسی جماعتوں، لبریشن آرمیز اور پرائیویٹ ملیشیا کا ذکر تو کیا جاتا ہے لیکن اس حقیقت پر توجہ نہیں دی جاتی کہ یہاں ربوہ شہر میں الخالد اور بعض دوسرے ناموں سے جو این جی اوز کام کر رہی ہیں، ان کو بھی فنڈز

> احادیث کے مطابق، قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ اس حوالے سے ہمیں مایوس ہونے کے بجائے عملی طور پر کوشش کرنی چاہیے۔

دیے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے لوگوں کو باقاعدہ ٹریننگ دیتے ہیں۔ انہیں برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی اور آسٹریلیا سے فنڈنگ کی جاتی ہے۔ وہ یہاں پر ہیومن رائٹس کمیشن بھی بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں، جو بنیادی طور پر جاسوسی کا ادارہ ہے۔ یہ پاکستان میں ہونے والے چھوٹے چھوٹے واقعات کو بہت بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ پیش کرتا ہے، ان کی رپورٹیں تیار کر کے باقاعدہ امریکہ کو بھجواتا ہے۔

**سوال**: احادیث کے مطابق، قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ یہ کیسے ممکن ہوگا؟ کیا دنیا بھر میں کہیں بھی غلبہ اسلام کے آثار نظر آتے ہیں؟

**ایوب بیگ مرزا**: آپ کی دونوں باتیں درست ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر ہمارا ایمان اپنے سامنے دیکھی ہوئی چیز سے بھی زیادہ ہے کہ ان کی بات درست ہو گی۔ یہ تو ہونی ہے، شدنی ہے۔ البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اس وقت دنیا کے حالات دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خدا جانے اس روئے ارضی پر مسلمان کا نشان بھی رہ سکے گا یا نہیں! زمینی حالات تو ایسے ہی ہیں تاہم اللہ قادر مطلق ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ قوموں کا مقام و مرتبہ ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زبردستی نہ کسی کو عروج دیتا ہے اور نہ زوال پذیر کرتا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں مسلمانوں نے اپنا روحانی جذبہ بھی قائم رکھا اور دنیوی سطح پر بھی بڑی کامیابی سے کام کیے۔ یکم محرم الحرام کو حضرت عمرؓ کا یوم شہادت آ رہا ہے۔ دنیا ایسے منتظم کی شاید کوئی مثال نہ دے سکے۔ حضرت علیؓ کا دور کچھ لوگوں کی وجہ سے انتشار کا شکار ہو گیا وگرنہ حضرت علیؓ بھی بہت اچھے منتظم تھے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے دور میں پہلے دس سال تو فتوحات کا وہی سلسلہ قائم رہا جو حضرت عمرؓ نے شروع کیا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ سب ان کی شب بیداریوں سے ہوا۔ شب بیداری اپنی جگہ پر تھی، لیکن وہ صبح کے شہسوار تھے۔ نیک و صالح تھے لیکن اس کے ساتھ قوت بھی رکھتے تھے۔ وہ زمینی حقائق کو سمجھتے تھے اور ان کو مدنظر رکھ کر فیصلے کرتے تھے۔ ہم نے تو اب زمینی حقائق کو سمجھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ واقعتاً باطل مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے پر تلا ہوا ہے، خاص طور پر ایک نظام کے حوالے سے اسلام کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ مسلمان اس طرح تو رہ جائیں گے کہ نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا لیکن باقاعدہ نظام کی اس وقت کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ البتہ ہمیں یقین ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تو ایسا ضرور ہوگا۔ ہمیں مایوس ہونے کے بجائے کوشش کرنی چاہیے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک تو نہیں البتہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے جہاں 95 فیصد سے زیادہ مسلمان رہتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض یہ ہے کہ اپنی جگہ محنت کرتے رہیں۔ پہلے اپنی ذات کو حقیقی معنوں میں مسلمان کریں۔ پھر اپنے ماحول اور معاشرے کو مسلمان کریں۔ کوشش کرتے رہیں کہ ہمارے ہاں واقعتاً ایک اسلامی فلاحی ریاست قائم ہو جائے۔ جب کسی ایک ملک میں ایسا انقلاب آ جائے گا تو پھر اسے ایکسپورٹ کرنا اتنا مشکل نہ ہوگا۔ میں اپنے حوالے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی یہ پیش گوئی نہ ہوتی تو میں بالکل مایوس تھا۔ فی الحال ہمیں جہاد باللسان کرنا چاہیے۔ لوگوں کو بتانا چاہیے کہ ہماری نجات اسی میں ہے کہ دنیا میں اسلامی نظام رائج ہو جائے۔ اگر وقت آیا تو ہاتھ سے بھی جہاد کرنا پڑے گا۔ اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ ریاستی سطح پر ہوگا۔ ہم یہ کام غیر ریاستی سطح پر کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے!

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

# تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد

حافظ عاطف وحید
ڈائریکٹر شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور

☆ انسدادِ سود کی کوششوں کا دورِ ثانی 2012ء سے شروع ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ میں انسداد سود کا معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان سے ریمانڈ شدہ 2002ء سے معرض التواء میں پڑا ہے لہٰذا کوشش کی جائے کہ اسے سماعت کے لیے ''Fix'' کروایا جائے۔ چنانچہ 4/اگست 2012ء کو ایک درخواست بعنوان "Application to Fix for Hearing" خالد محمود عباسی بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ سپریم کورٹ کے وکیل کوکب اقبال صاحب' فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل کی گئی جس میں انسداد سود کی سابقہ کوششوں اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے 1999ء اور 2002ء کو بنیاد بناتے ہوئے یہ استدعا کی گئی کہ:

"It is therefore, respectfully prayed that the above case (PLD 2002, SC 800) may kindly be ordered to be fixed for hearing at a very early date convenient to this Honourable Court."

☆ اس درخواست کے جواب میں 17/اگست 2012ء کو فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے یہ جواب وصول ہوا کہ چونکہ درخواست گزار متذکرہ بالا کیس میں ایک ''پارٹی'' نہیں ہے اور چونکہ یہ درخواست فیڈرل شریعت کورٹ کے 198 Procedure کے مطابق نہیں' اس لیے یہ درخواست رد کی جاتی ہے۔

☆ اس جواب کے موصول ہونے پر 28 جولائی 2013ء کو تنظیم اسلامی کے ایک اہم ذمہ دار خالد محمود عباسی کی جانب ہی سے ایک دوسری درخواست بعنوان "Petition under article 203-D of the Constitution of Pakistan 1973" دائر کی گئی جو کہ ایک آئینی درخواست تھی جو فیڈرل شریعت کورٹ میں آئین کے سیکشن 34-CPC/ Interest being against the injunction of Islam کے تحت تھی۔ اس درخواست میں پاکستان کے آئینی تشخص اور ریاست پاکستان کی آئینی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ استدعا کی گئی تھی:

In this spirit that this petition is being filed and the petitioner believes that Allah and Prophet Muhammad (S.A.W) will be pleased with all those who will strive to achieve this noble case and will be displeased who will show reluctant in the matter.

It is therefore, respectfull prayed that a declaration may be made to the effect that interest (Ribah) in all its forms is Haram/prohibited in Islam and the Government of Pakistan may be directed to take prompt measures for the eradication of the evil of (Ribah) interest from the Islamic Republic of Pakistan.

☆ اس petition کے دائر کیے جانے کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 26 ستمبر 2013ء کو اپنے مراسلے میں یہ petition برائے سماعت قبول کر لی اور 22 اکتوبر 2013ء کی تاریخ برائے ابتدائی سماعت دے دی اور اس جیسی دوسری متعدد درخواستوں کو یکجا کرتے ہوئے مشترکہ طور پر تمام کیسز سننے کا عندیہ ظاہر کیا۔

☆ 22 اکتوبر 2013ء سے تادمِ تحریر چند رسمی کارروائیوں کے علاوہ اس کیس میں کوئی قابل ذکر نوعیت کی پیش رفت نظر نہیں آتی۔ پہلی اور ابتدائی سماعت میں محض اس کیس اور اس کے ساتھ lumped دیگر 117 کیسز کو acknowledge کیا گیا اور کہا گیا کہ دوسری سماعت پر دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور petitioner کو اپنی بات کہنے کا موقع ہوگا۔

دوسری پیشی پر ڈپٹی اٹارنی اور اٹارنی جنرل کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر ایک نئی تاریخ دینے کی نوید سنائی گئی نیز یہ بھی بتایا گیا کہ ایک سوال نامہ تمام petitioners اور ماہرین قانون، علماء اور فنانشل ایکسپرٹس کو ارسال کیا جائے گا جس کی روشنی میں ڈیمانڈ کردہ اس کیس پر بحث کی جائے گی۔ چنانچہ 14 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے بذریعہ مراسلہ و اخباری اطلاع بھیجا گیا اور کہا گیا کہ اس کا جواب تیار کر کے فیڈرل شریعت کورٹ کے رجسٹرار کو حسبِ استطاعت و توفیق ارسال کیا جائے۔

☆ تنظیم کی طرف سے ان 14 سوالات کے جوابات مفصل طور پر تیار کر کے وکلاء کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل دفتر کروا دیے گئے اور کورٹ سے استدعا کی گئی کہ معاملے کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو تیزی سے نمٹایا جائے۔

☆ کورٹ کو assist کرنے کے لیے ہماری جانب سے تین مزید وکلائے سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کی گئیں جن میں رائے بشیر احمد، غلام فرید سنوترہ اور اسد منظور بٹ شامل ہیں۔ ہمارے علاوہ بعض دوسرے افراد اور آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی جوابات داخل کیے گئے جن میں متحدہ ملی مجلس، جماعت اسلامی اور شیخ ابراہیم ودیلو اور دوسرے شامل ہیں۔

☆ 2014ء کے آغاز تک یہ تمام کارروائی مکمل ہوگئی تھی اور اب اس بات کا انتظار تھا کہ یہ معاملہ کورٹ میں ایک نئی قوت کے ساتھ زیر بحث آئے گا اور ہم سود کی اس لعنت سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ لیکن تادمِ تحریر فیڈرل شریعت کورٹ میں اس معاملے پر

باقاعدہ بحث کا آغاز نہیں ہوسکا اور معاملہ ایک مرتبہ پھر نامعلوم مدت تک کے لیے التواء کا شکار ہے۔

☆ اس دوران راقم نے مختلف وکلاء اور ماہرین سے رابطہ جاری رکھا اور اس بات کے امکانات کا جائزہ لیا کہ کیا اس کیس کو از سر نو سپریم کورٹ آف پاکستان میں کھلوایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ راقم کا تاثر یہ تھا کہ چونکہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کا 1999 والا فیصلہ ایک حجت کی حیثیت رکھتا ہے جسے بعد میں 2002ء میں PCO پر حلف اٹھائی ہوئی کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا تھا۔ لہٰذا اگر موجودہ سپریم کورٹ سے یہ استدعا کی جائے کہ 1999 والا فیصلہ بعض ریاستی اور غیر ریاستی اداروں کے دباؤ پر معطل کیا گیا تھا اس لئے اسے کالعدم قرار دیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ یہ مراحل آسانی سے سر ہو جائیں گے۔

☆ اس خواہش اور امید کے پیشِ نظر راقم نے متعدد ماہرین سے رابطہ کیا اور سپریم کورٹ میں اس کیس کی نمائندگی کے لیے مختلف وکلاء سے رابطہ کیا۔ کافی سوچ بچار اور مشاورت کے بعد راجہ محمد ارشاد صاحب جو کہ انجمن خدام القرآن سندھ سے طویل عرصہ وابستہ رہے ہیں اور بانی تنظیم کے فکر سے کافی حد تک آگاہ اور متفق ہیں اور عدالتی طور طریقوں سے بخوبی واقف ہیں' انہیں اس کام کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

راجہ صاحب نے اپنے ساتھ سپریم کورٹ کے دو اور وکلاء جناب سردار محمد غازی اور شمشاد اللہ چیمہ کو ٹیم میں شامل کیا۔ راقم نے ان حضرات کے ساتھ اسلام آباد میں متعدد ملاقاتیں کیں اور انہیں اس کیس کی تاریخ اور معاملے کے مالہٗ اور ماعلیہ سے آگاہ کیا۔

وکلاء کے اس گروپ نے تمام کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے قائم کی کہ 1999 کا فیصلہ بحال کرانا بوجوہ آسان نہ ہوگا بلکہ اس کے بجائے اس معاملے کو آئین کی دفعہ 38-F کے تحت اٹھانا یا پیش کرنا زیادہ موزوں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے 30 مارچ 2015 کو یہ کیس انہی بنیادوں پر تیار کیا اور اسے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی طرف سے ایک Constitution Petition بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بعنوان Petition under article 184(3) of the Constitution of Pakistan تیار کیا اور سپریم کورٹ میں داخل کروادیا۔ اس Constitution Petition میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ:

In view of the above, it is therefore, respectfully prayed that this Hon'ble Court may graciously be pleased to issue direction to the respondents to implementArticle 38-F of the constitution to eliminate "Riba" as early as possible to save this country from the wrath of Almighty Allah."

☆ مورخہ 9 مئی 2015ء رجسٹرار آفس سے یہ جواب موصول ہوا کہ متعدد وجوہات کی بنا پر یہ درخواست مسترد کردی گئی ہے لہٰذا یہ قابل سماعت نہیں۔

☆ چونکہ بیان کردہ وجوہات نامعقول اور غیر آئینی تھیں لہٰذا 23 مئی 2015ء کو ایک Civil Miscellaneous اپیل داخل کی گئی جس میں یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ رجسٹرار آفس اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کسی ایسی آئینی پٹیشن کو رد کرسکے جس میں بنیادی حقوق کا معاملہ پیشِ نظر ہو۔ لہٰذا یہ درخواست کی گئی کہ رجسٹرار آفس کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات مسترد کرتے ہوئے ہماری پٹیشن کو کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے رجسٹرار نے معاملے کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے پاس پیش کیا جنھوں نے کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے دی کہ معاملے کی نزاکت کے پیشِ نظر اس کیس کو ایک سے زائد ججز کا سماعت کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ 15 اکتوبر 2015 کو ایک دوسرے جج جسٹس عظمت سعید کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے ساتھ شامل کر کے اس کیس کی سماعت کی گئی اور ایک مختصر سی کارروائی کے بعد ان دونوں ججز نے اس بنیاد پر کہ معاملہ پہلے سے فیڈرل شریعت کورٹ میں subjudice ہے اس لیے اس درخواست کو مسترد کردیا گیا۔

اس فیصلے سے قطع نظر' ججز کے جو ریمارکس اور بیانات اخبارات میں رپورٹ ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اعلیٰ عدالتوں میں ایسے ''نامور'' ججز کا تعین کیا جانا بجائے خود ایک لمحہ فکریہ ہے اور اس سے ان کی اہلیت پر متعدد سوالات اٹھتے ہیں۔

☆☆☆☆

## بقیہ: مشعل راہ

کارکردگی کی بنیاد پر وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ ہوتا رہتا تھا، 11 بڑے فوجی مراکز اور حصوں میں ملک کو تقسیم کیا گیا جن میں مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاط، مصر، دمشق، حمص، اردن اور فلسطین شامل تھے، مرکزی شہروں میں فوجی چھاؤنیاں اور فوجیوں کے رہنے کے لیے رہائشی کالونیاں قائم کی گئیں۔ ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے جن میں تقریباً چار ہزار گھوڑے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ فوجیوں کی جنگی تربیت کے علاوہ ان کے قیام اور رخصت سے متعلق قوانین کا اجراء کے بہت سے تجدیدی کام آپ کے دور خلافت میں شروع کیے گئے۔

**شعبہ تعلیم و تربیت:**

امیر المومنین نے تمام بلادِ اسلامیہ میں مکاتب قائم کیے جن میں کبار صحابہ کرام معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابودرداءؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور اہل علم کو فریضہ تعلیم کے لیے مامور کیا گیا تھا۔ مدرسین و معلمین کی تنخواہیں مقرر کی گئیں، ان کی رہائشوں کے انتظامات کیے گئے تھے، قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم حدیث، علم فقہ، ادب اور لغت عربیہ کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا تھا۔ ان مکاتب میں نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا خصوصی التزام کیا جاتا تھا۔

**مساجد کی تعمیر اور نظم:**

مرکز اسلامی حرم مکی اور مسجد نبوی کی توسیع کرنے کے ساتھ ساتھ خلافت کے طول و عرض میں چار ہزار مساجد تعمیر کروائیں۔ ہر شہر و قصبہ میں امام و مؤذن مقرر کیے جن کی مقرر کردہ تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں۔ مردم شماری، آمد و رفت کے لیے مرکزی شاہراؤں اور مہمان خانوں کے قیام، سکہ کا اجراء، محکمۂ ڈاک اور شعبہ حکومت کے لیے تحریر اور رجسٹر کا اہتمام آپ کے وہ درخشندہ کارنامے ہیں جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ بیت جانے کے باوجود عمر لاز مغرب کے لیے سامان سکون اور نظم حکومت کے لیے سودہ کی حیثیت رکھتا ہے مگر حضرت عمر فاروق ؓ کی محبت کا دم بھرنے والے، ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا کہنے والے ان کے طرز خلافت و انداز حکمرانی سے عملاً دور اور بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں، امت مسلمہ اپنے عروج اور کھوئے ہوئے مقام کو اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتی جب تک ہم اپنے اسلاف کی متعین کردہ راہوں اور اصولوں کو اہمیت نہیں دیں گے۔

# اللہ تعالیٰ سب سے پوچھے گا!

انصار عباسی
ansar.abbasi@thenews.com.pk

گزشتہ ہفتہ سپریم کورٹ نے سودی نظام کے خاتمے کے لیے دائر درخواست خارج کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو لوگ سود لینا نہیں چاہتے نہ لیں، جو لے رہے ہیں انہیں اللہ پوچھے گا۔ اپنے ریمارکس میں سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب نے کہا ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر لوگوں کو سود کے خاتمے کا سبق نہیں دے سکتے۔ سپریم کورٹ نے یہ بھی کہا کہ یہ مقدمہ شرعی عدالت میں پہلے سے زیر سماعت ہے جس کا فیصلہ ہونے تک سپریم کورٹ سماعت نہیں کرسکتی۔ سپریم کورٹ نے ٹھیک کہا کہ جو سود لے رہے ہیں انہیں اللہ پوچھے گا لیکن کیا میرا رب ان منصفوں سے نہیں پوچھے گا جو اس اہم ترین مقدمہ کو 1992ء سے اب تک لٹکائے بیٹھے ہیں اور نجانے کب تک اس کو لٹکائے رکھیں گے۔ 1992ء میں شرعی عدالت نے سود کو غیر اسلامی قرار دے کر اسے ختم کرنے کا حکم دیا جس پر اُس وقت کی نواز شریف حکومت نے اس فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔ تقریباً دس سال یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر التوا رہا اور پھر تقریباً کوئی 14-13 سال قبل واپس شریعت کورٹ کو بھیجا گیا کہ اس کیس کو دوبارہ سنا جائے۔ شریعت کورٹ میں یہ مقدمہ آج بھی زیر التوا ہے۔ کیا میرا اللہ یہ نہیں پوچھے گا کہ کون کون اسلام کے نام پر بننے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سودی نظام کے خاتمہ کی راہ میں رکاوٹ بنا رہا؟ کیا اس کا سوال میاں نواز شریف صاحب کو نہیں دینا ہوگا جن کے پہلے دور حکومت کے دوران فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا؟ کیا سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ کے منصفوں سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ سود کے خاتمہ سے اہم کون کون سے مسئلے تھے جن کے بارے میں تو انہوں نے فیصلے سنا دیئے اور کیس نپٹا دیئے لیکن ایک ایسے معاملہ میں جسے میرے رب نے اپنے اور اپنے آخری نبی ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا اس پر انہوں نے دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود فیصلہ نہ کیا؟ کیا میرا رب آج تک آنے والے پاکستانی حکمرانوں سے نہیں پوچھے گا کہ انہوں نے اپنے اپنے دور حکومت میں سود کی لعنت کے خاتمہ کے لیے کیا کیا اقدامات کیے تاکہ اس ملک میں بسنے والوں کو اس گناہ کبیرہ سے بچایا جا سکے؟ سوال صرف سود کا کاروبار کرنے والوں اور سود کھانے والوں سے ہی نہیں ہو گا بلکہ ہر اس ذمہ دار سے بھی ہوگا جس نے اس نظام کو مضبوط کیا، اس کا تحفظ کیا یا اختیار کے باوجود اس کے خاتمہ کے لیے اقدامات نہ اٹھائے اور کسے خبر نہیں کہ یوم حشر کا دن کتنا سخت ہوگا جب ہم میں سے ہر ایک سے اپنے اپنے کیے کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔ قیامت کے دن نفسا نفسی کا یہ حال ہوگا کہ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی اور وقت ہوگا کہ گزرنے کا نام نہیں لے گا۔ ہر شخص دوسرے سے بیگانا ہوگا حتیٰ کہ قریب ترین رشتہ دار ایک دوسرے سے نظریں چرائیں گے۔ اس روز ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ اُس دن ہمارے ہاتھ پاؤں، ہماری آنکھیں، ہمارے کان، ہماری زبان بلکہ جسم کا ایک ایک عضو ہمارے ہی خلاف گواہی دے گا تاکہ جھوٹ اور سچ سب سامنے آ جائے۔ اُس وقت کوئی بہانہ، کوئی عذر ہمارے کسی کام نہ آئے گا۔ وہاں ہم نہ اپنی ذمہ داری کسی دوسرے پر ڈال سکیں گے اور نہ ہی اپنے گناہوں کا بوجھ کسی اور پر شفٹ کر سکیں گے۔ اپنے ایک ایک گناہ کا حساب دینا ہوگا۔ ویسے تو ہم اللہ کے دین پر مکمل ایمان رکھنے کی بات کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو سود جیسے کبیرہ گناہ میں نہ صرف شامل ہیں بلکہ اسے کھلے عام ہوتا ہوا دیکھ بھی رہے ہیں۔ یہ اللہ کے آئین (قرآن) کے ساتھ غداری کے ساتھ ساتھ ہمارے بنائے ہوئے آئین پاکستان کی بھی کھلی خلاف ورزی ہے۔ یہی نہیں بلکہ آئین پاکستان میں درج تقریباً تمام اسلامی دفعات کی کھلے عام خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں جس کی ذمہ داری حکمران، پارلیمنٹ، عدلیہ، میڈیا، سیاستدان، جرنیل، سول افسران سب پر عائد ہوتی ہے۔ اس بارے میں بھی کیا ہم سے سوال نہ ہوگا کہ اسلام کے نام پر ہم نے پاکستان تو حاصل کیا مگر اس وعدے کو پورا کرنے میں ہم سب نے نہ صرف پہلو تہی کی بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ ہمارے ملک میں سات سو سے زیادہ قوانین کو اسلامی نظریاتی کونسل نے غیر اسلامی قرار دیا لیکن ان قوانین کی درستگی میں حکومت کو دلچسپی ہے نہ پارلیمنٹ کو کوئی خیال۔ عدلیہ نے بھی ان معاملات کو بھلا رکھا ہے جبکہ میڈیا کی دلچسپی تو ایسے معاملات میں زیادہ ہے جو اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہوں۔ اس پر کیا ہم سے سوال نہ ہوگا چاہے ہم سیاستدان ہوں، حکمران، منصف یا صحافی۔ سوال تو سب سے ہوگا مگر کاش ہم جاگ جائیں اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔

(بشکریہ ''روزنامہ جنگ'')

## ضرورت رشتہ

☆ ڈیفنس لاہور میں مقیم مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 20 سال، دراز قامت، آرکیٹیک ڈیزائننگ میں زیر تعلیم، کے لیے دینی رجحان کے حامل کاروباری گھرانے سے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4477151

☆ بزنس مین فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 22 سال، تعلیم ایم ایس سی انجینئرنگ (برطانیہ)، قد 9-5 کے لیے دینی مزاج کی حامل خوب سیرت وصورت، تعلیم یافتہ، 20 سال عمر تک کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 35776449

0333-4134894

☆ سرکاری ملازم، عمر 45 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، ڈی ایچ ایم ایس، ذاتی مکان، پہلی بیوی بچوں سے علیحدگی، کے لیے دینی سوچ رکھنے والی خاتون عمر 30 سال تا 35 سال، کسی بھی فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ جہیز کی ضرورت نہیں، فیصل آباد اور لاہور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے تحریکی گھرانوں کو ترجیح دی جائے گی۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0333-6565825

☆ گجرات میں مقیم ملک فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات کے لیے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ راولپنڈی اور اس کے مضافات کا رہائشی قابل ترجیح ہوگا۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0333-5374523

☆سورۃ البقرہ میں اللہ نے سود سے باز نہ آنے والوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے تو کیا کوئی اللہ سے جنگ جیت سکتا ہے: عبدالمہیمن ہادی

☆حکومت اور عدلیہ کا انسدادِ سود کے سلسلہ میں تاخیری حربے اختیار کرنا انتہائی افسوس ناک اور آئین پاکستان کی دفعات کی واضح خلاف ورزی ہے: نورالوریٰ

☆جسٹس سرمد جلال عثمانی کا بیان کہ ''جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں ان کو اللہ پوچھے گا'' انتہائی سطحی اور ناعاقبت اندیشانہ ہے: شکیل احمد

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور نے 14 اکتوبر بعد نماز عصر سپریم کورٹ کے سود کے خلاف دائر درخواست کو خارج کرتے ہوئے غیر ذمہ دارانہ ریمارکس کے خلاف مسجد شہداء سے فیصل چوک تک ایک احتجاجی ریلی نکالی جس سے تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے ذمہ داران نے خطاب فرمایا۔ جناب عبدالمہیمن ہادی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں سود کی نحوست وخباثت کو واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ البقرہ میں اللہ نے سود سے باز نہ آنے والوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے تو کیا کوئی اللہ سے جنگ جیت سکتا ہے؟ حدیث رسول ﷺ میں سود کو زنا سے بھی بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، بلکہ ایک حدیث میں تو اس کا کمتر گناہ اپنی ماں سے نکاح کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ جناب نورالوریٰ نے اپنے خطاب میں سود کے خلاف کی جانے والی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ حکومت کی ہٹ دھرمی ہے کہ وہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کرنے کے حوالے سے لیت ولعل سے کام لے رہی ہے۔ آئین کی محافظ ہونے کا دعویٰ کرنے والی حکومت اور عدلیہ کا اس سلسلہ میں تاخیری حربے اختیار کرنا انتہائی افسوس ناک اور آئین پاکستان کی دفعات کی واضح خلاف ورزی ہے۔

آخر میں ناظم دعوت وتربیت جناب شکیل احمد نے سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اعلیٰ عدالت جو کہ آئین پاکستان اور قانون کی محافظ ہے کا، یہ رویہ ہے تو باقی کسی سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے جسٹس سرمد جلال عثمانی کے بیان کو کہ جو سود نہیں لینا چاہتا نہ لے جو لے رہے ہیں انہیں اللہ پوچھے گا انتہائی سطحی اور ناعاقبت اندیشانہ قرار دیا۔ اللہ نے یقیناً پوچھنا ہے لیکن آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟ پھر دنیا میں عدالتیں قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ قاتلوں، لیٹروں، آئین کو توڑنے والوں، شرابیوں و زانیوں کو اللہ پوچھے گا۔ انہوں نے میڈیا کو اور تمام سیاسی ودینی جماعتوں کو اس ایشو پر اکٹھے ہونے کی دعوت دی کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا معاملہ ہے اور کہا کہ انفرادی سطح پر ہر شخص طے کرے کہ وہ اپنی معیشت کو سود سے پاک کرنے کی پوری کوشش کرے گا اور اجتماعی سطح پر سود کے خاتمے کے لیے ایک انقلابی جدوجہد کا حصہ بنے گا۔ اجتماعی دعا پر احتجاج ختم ہوا۔ اللہ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور حکمرانوں اور عدلیہ کو اس ملک سے سود ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## پاکستان میں سود کے خلاف ہونے والی کوششوں کی مختصر تاریخ

☆ 1969: اسلامی مشاورتی کونسل نے سیونگ سرٹیفکیٹس اور پرائز بونڈز وغیرہ کو سود قرار دیا۔
☆ 1973: دستور پاکستان کی دفعہ 38 میں طے کیا گیا کہ سودی لین دین کو جلد از جلد ختم کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔
☆ 1977: اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض کیا گیا۔
☆ 1980: اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ شائع کی۔
☆ 1981: ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی۔
☆ 1988: نفاذ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا گیا۔
☆ 1991: وفاقی شرعی عدالت نے bank interest کو ربا یعنی سود قرار دیا۔
☆ 1997: حکومت نے ملک میں سود کے خاتمے کے لیے ایک اور کمیٹی قائم کی۔
☆ 1999: سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی۔
☆ 2001: حکومت نے UBL کے ذریعہ سپریم کورٹ سے مزید مہلت طلب کی۔
☆ 2002: حکومتی موقف سامنے آ گیا کہ وہ bank interest کو ربا نہیں سمجھتی۔
☆ 2013: تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے سپریم کورٹ میں سود کو ختم کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔
☆ 2015: سپریم کورٹ نے تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب کی درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں ان کو اللہ پوچھے گا۔

### سود کی خباثتیں

| محنت کی ناقدری | تہذیب کا قتل | دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری |
|---|---|---|
| خودغرضی ومفاد پرستی | ناجائز منافع خوری | مہنگائی میں اضافہ |
| اشیاء کے کرائے میں اضافہ | محنت کشوں کا استحصال | بے روزگاری میں اضافہ |
| اشیاء کی طلب میں کمی | سرمایہ کاری پر منفی اثرات | محدود پیداوار |
| سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا | حکومت کے زیادہ اخراجات | سرمایہ داروں کا قبضہ |
| ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ | گردش دولت پر منفی اثرات | مفید کاموں کی حوصلہ شکنی |
| اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات | معاشرتی عدم استحکام | مال کی بے برکتی وبے سکونی |

## دعائے مغفرت کی اپیل

☆ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کمالیہ کے رفیق ضیاء شاہد کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں
☆حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور شہر کے امیر محترم مجاہد نسیم کے بہنوئی صلاوت خان حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ سانحہ منیٰ میں لاپتہ ہو گئے تھے اور 9 اکتوبر 2015ء کو ان کی شہادت کی تصدیق ہو گئی۔
☆حلقہ جنوبی پنجاب کے رفیق چودھری محمود الٰہی کے چھوٹے بھائی خانیوال میں وفات پا گئے
اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيرًا

# Plight of Indian Muslims

These days India is hosting Baloch separatist leader Hyrbyair Marri. India's Ministry of External Affairs spokesperson Vikas Swarup confirming Marri's presence in India, has said, "India has always been home to the 'persecuted' people from all over the world." In this backdrop it will be interesting to take a look at the way India treats its own Muslim population. Discriminatory behavior of Indian government towards the Muslims of India and Indian Held Kashmir (IHK) is on the rise since BJP came to power. Hindu fundamentalist government of the BJP is now openly subscribing to the Rashtriya Swayamsevak Sangh (RSS) ideology. Therefore, extremist elements of Indian society are picking up the courage to take the law in their own hand to the peril of Muslims. As a result, incidents of communal violence against Muslims have increased over a period of one year.

Muhammad Akhlaq was beaten to death and his 22 years old son was severely injured on September 28 in Dadri, Utter Pardesh, after it was rumored that the family had been storing and consuming beef. The incident was triggered by an announcement by a local temple. Now the forensic tests have revealed that family had been storing mutton in their fridge and not beef! Prime Minister Narendra Modi has come under strong criticism for not condemning the incident. Former IHK Chief Minister Omar Abdullah tweeted "why there was no outright condemnation of the Dadri lynching?"

Denial of legitimate entitlements to Indian Muslims have attained such a proportion that Vice President Hamid Ansari has publically called upon the BJP government to take "affirmative action" to enforce rights of Indian Muslims as Indian constitution grants special "reservation" (quota) in government jobs, educational institution etc. He said these rights were admissible in Indian state practice but denied to Muslims. He gave example of many reports commissioned by successive governments and added that India's Muslims faced issue such as identity and security, education and empowerment, equitable share in state funds and a fair share in decision making. He made these remarks at the golden jubilee celebrations of a Muslim entity, the All India Majlis-e-Mushawwarat (consultative meeting).

Indian newspaper "The Hindu" reported on September 02 that the Vice-President came under attack from the BJP and the Vishwa Hindu Parishad (VHP) on this count. VHP general secretary Surendra Jain said the Vice-President's remarks were "communal" and did not reflect the dignity of his office. BJP general secretary Kailash Vijaywargiya termed the Vice-President's remarks as not commensurate with the constitutional position that he occupies. "A Vice-President's post is a constitutional position pertaining to the entire country and not to a particular community". He added that Muslims enjoyed more constitutional right than in many Muslim countries and went as far as to say that "even the country's partition was accepted to appease Muslims".

There are various categories of marginalized segment of Indian citizens including Dalits, Mahadalits, Scheduled Castes, Scheduled Tribes, Other Backward Classes (OBC), Extremely Backward Classes (EBC), etc. Vice President Hamid Ansari had merely asked government to take definite steps for rights of Muslims and other neglected classes in India. He had pointed out that caste discrimination existed among Muslim communities in India and "corrective strategies therefore have to be sought on category-differentiation admissible in Indian state practice and denied to Muslims". Ansari had talked about recognizing scheduled castes among Muslims and not reservations for Muslims on religious grounds. The statement was about the things already stated in the Sachar Commission Report. Privilege of reservation has been denied to Indian Muslim on the pretext of their overall number in India. Release of politically sensitive religious census data, ahead of elections in states such as Bihar, Assam and West Bengal is also aimed at creating the bogey of the so-called "Muslim dominance".

Congress and Communist Party of India have supported Mr Ansari's demand. Several reports including the Sachar Committee Report (2006) have highlighted the plight of the Muslims:

indicating that on most socio-economic indicators, Muslim were on the margins or even worse than the scheduled castes and scheduled tribes. The Kundu Report (2014) commissioned to evaluate the implementation of the Sachar Commission had concluded that 'serious' bottle-necks remained."

Quota is increasingly becoming a highly sensitive issue in the Indian political landscape. In August, the Patel community of Gujarat protested, in large numbers, demanding reservation of jobs for them. Some backward communities for their socio-economic and political empowerment have cleverly utilized provision of reservation. Moreover, the mainstream political parties have also exploited the issues for political gains. Support for Muslim reservation, however, is almost negligible. While Congress has paid lip service to the idea, BJP is aggressively against it.

Another Indian paper Business Line reported on September 04 that RSS has publically asserted its ideological supremacy and the right to "guide" the BJP government. This was amply demonstrated during the three-day Samanvay Baithak (coordination meeting) of the RSS and its affiliates, with Prime Minister Narendra Modi arriving at the venue on the final day to meet the 93 representatives of the 15 ideological affiliates of RSS. The meeting saw senior ministers making presentations with regard to performance of their respective ministries' work before the RSS ideologues led by its chief Mohan Bhagwat. The CPI (M) and the Congress have termed it as "remote controlling" the government.

However, Bhagwat refuted the charge by saying that: "The Sangh works with the society. But we also understand the importance of the State and its role in transformation of the society. We have swayamsevaks and pracharaks working in all walks of life, including the government. This meeting was meant as a discussion forum between the Ministers and others who work with the society". RSS Joint General Secretary Dattatray Hosabale did not shy away from asserting that the Sangh's concerns on the economy, security as well as socio-cultural issues were conveyed to the ruling BJP.

Most glaring manifestation of Indian intransigence towards Muslims is it's handling of the territory and the people of IHK. India's 700,000-plus troops are stationed in Kashmir that makes it the most militarized conflict zone of the world. The law enforcement agencies are empowered by draconian laws which have frequently been condemned by numerous Indian and international Human Rights watchdogs. Another way to resolve the Kashmir dispute is through listening to Mahatma Gandhi, who said on 29 July 1947 in Delhi, "I am not going to suggest to the Maharaja (Ruler of Kashmir) to accede to India and not to Pakistan. The real sovereign of the state is the people. The ruler is a servant of the people. If he is not so then he is not the ruler. This is my firm belief...In Kashmir too the power belongs to the public. Let them do as they want."

BJP government is communalizing the Indian politics, which is likely to add to the plight of largest Indian minority—the Muslims. At the same time it is sponsoring terrorism in Pakistan through the likes of Hyrbyair Marri. Pakistan has taken the right step by informing the UNSG about Indian designs. The peace initiative offered by Prime Minister Nawaz Sharif during his address to UNGA could pave the way for the peace and stability in the region. PM's initiative proposes: Expansion of United Nations' Military Observer Group in Indian and Pakistan's mandate to monitor the observance of the ceasefire; Reaffirmation by both India and Pakistan not to resort to the use or the threat of use of force under any circumstances; Demilitarization of Kashmir; and an unconditional mutual withdrawal from Siachin Glacier. However, India does not appear in the listening mode.

***Courtesy:*** *The Nation*


## ضرورت امام مسجد

فورٹ عباس شہر کے قریب مروٹ میں واقع ایک مسجد میں امام مسجد کی ضرورت ہے۔ جو امامت کے ساتھ ساتھ وہاں درس قرآن وحدیث اور خطاب جمعہ وعیدین کی ذمہ داری بھی ادا کر سکے۔ رفیق تنظیم اسلامی خصوصاً ملتزم رفیق و مدرس کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنے کاغذات درج ذیل ایڈریس پر ارسال کریں۔

بذریعہ ای میل: Farhanriaz50@gmail.com

بذریعہ ڈاک:

محمد اقبال، نیو علی کلاتھ ہاؤس، علامہ اقبال بازار، مروٹ، تحصیل فورٹ عباس، ضلع بہاولنگر

اچھی تنخواہ، فیملی رہائش مع بجلی، گیس و پانی کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔